بسم الله الرحمن الرحيم

انتظارِ مہدی (عج)

مرجعِ جہاں آیت اللہ العظمی الحاج

حافظ بشیر حسین نجفی

(دام ظلہ الوارف)

مترجم: سید نذر عباس حسنی نجفی

انتظارِ مہدی(عج)

کتاب: انتظارِ مہدی (عج)

تالیف: آیت اللہ العظمی بشیر حسین نجفی(دام ظلہ)

ترجمہ: سید نذر عباس حسنی نجفی

ڈیزائیننگ: نصیر علی شکر

ناشر: انوار نجفیہ فاؤنڈیشن نجف اشرف

تعداد: پانچ ہزار (5000)

تاریخ طبع: اپریل 2022ء

پرنٹنگ: ایم این پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان

www.alnajafy.com

انتظارِ مہدی(عج)

اپنے والد مظفر حسین اور

اپنی والدہ نصرت فاطمہ

کے نام

مترجم

عرضِ ناشر

ہر انسان (-کہ جو حقیقت میں انسان ہے-) پوری دنیا میں ترقی، خوشحالی، سعادت، امن وسکون اور عدل وانصاف کی آرزو کو دل میں بسائے ہوئے ہے اور کسی ایسی ہستی کے انتظار میں ہے کہ جو اُس کی صدیوں پرانی اِس تمنا کو پورا کر دے۔ عالمی مصلح کا انتظار اور اس کی آمد کے لیے حقیقی تیاری انسانیت کا آفاقی نظریہ ہے۔

سچ یہ ہے کہ جس عالمی مصلح کا وعدہ اللہ نے کر رکھا ہے اور پوری دنیا صدیوں سے جس کا انتظار کر رہی ہے وہ 255ہجری سے جسمانی طور

انتظارِ مہدی(عج)

پر اِس دنیا میں موجود ہے لہذا وہ کوئی اجنبی شخصیت نہیں ہے کہ جس کے بارے میں کچھ بتایا نہ گیا ہو۔

آنحضرت(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں: مہدی(عج) امت کے درمیان قیام کرے گا، اگر دنیا کی عمر ایک روز بھی باقی رہ جائے تو خداوند تعالیٰ اس روز کو اتنا طول دے گا کہ میرے اہل بیت سے ایک مرد قیام کرے گا، زمین کو جو اس وقت ظلم و جور سے بھری ہو گی عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ امام حسین (علیہ السلام) فرماتے ہیں: ہمارے خاندان رسالت میں بارہ مہدی ہیں جس میں سب سے پہلے ہمارے بابا علی (علیہ السلام) اور آخری میرا فرزند امام قائم بحق (عجل اللہ فرجہ الشریف) ہے، اس کے زیرِ سایہ دین مقدس اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا، اس کی غیبت بہت طویل ہو گی۔ امام سجاد (علیہ السلام) فرماتے ہیں: روز قیامت تک امامت امام حسین (علیہ السلام) کی نسل میں رہے گی، ہمارے قائم کی دو غیبتیں ہوں گی ایک مختصر اور دوسری طویل۔

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کا ظہور صرف اس وقت ہو گا جب ہم اپنے مفادات کو پسِ پست ڈال کر سچے دل سے عدل وانصاف والی حکومت کو قبول کرنے اور اس کے عادلانہ قوانین کے نفاذ کے لیے

انتظارِ مہدی(عج)

تیار ہو جائیں گے۔ لہذا حقیقت یہ ہے کہ ہم امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کا انتظار نہیں کر رہے بلکہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)ہمارا انتظار کر رہے ہیں کہ کب ہم عملی طور پر سچے دل سے ان کے ظہور کا انتظار شروع کرتے ہیں۔

حضرت آیت اللہ العظمی بشیر حسین نجفی صاحب سے مختلف موقعوں پر امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)سے متعلق پوچھے گئے سوالات میں سے کچھ کے جوابات کو زیرِ نظر کتاب "انتظارِ مہدی(عج)" میں اکٹھا کیا گیا ہے اور سوالات کو حذف کر کے کتابی شکل دے دی گئی ہے۔ اس کتاب کا عربی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ معروف لکھاری اور مترجم سید نذر عباس حسنی نجفی نے کیا ہے کہ جن کے سادہ اسلوبِ تحریر اور آسان الفاظ کے استعمال نے ہر طبقہ اور ہر عمر کے افراد کے لیے اس کتاب کے مضامین تک رسائی کو ممکن بنا دیا ہے۔

اپنے موضوع کے حوالے سے یہ ایک مختصر اور مفید کتاب ہے کہ جو یقیناً قارئین کے لیے امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے انتظار کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے میں مدد گار ثابت ہو گی۔

ادارہ

الانوار النجفیہ فاؤنڈیشن
نجف اشرف عراق

پردۂ غَیبت

اللہ تعالیٰ کے کاموں میں موجود مصلحت کی تفصیل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور نہ ہی پروردگار کے علاوہ اِسے جاننے کا کوئی ذریعہ ہے، لہٰذا غیبتِ امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کا حقیقی سبب اور اس کی مکمل تفصیل خدا کے علم میں ہے، البتہ جو کچھ روایات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ غیبتِ امام(عج) اللہ تعالی کی طرف سے بندوں کے لیے ایک طرح سے سزا، عقوبت اور اصلاح کی آخری مہلت ہے۔

باقی آئمہ (علیہم السلام) لوگوں کے درمیان رہے لیکن لوگوں نے ان کے مقدس وجود کی قدر کرنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے انھیں ظلم

وستم کا نشانہ بنایا اور ان کے حقوق غصب کیے۔ لوگوں کی اہل بیت (علیہم السلام) سے دوری، سرکشی، شریعت سے روگردانی اور ظالم وجابر حکمرانوں کی پیروی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے مقدس وجودِ ظاہری سے محروم کر دیا ہے۔

لہذا لوگوں کی طرف سے امام ِ زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی قدر ومنزلت کا نظریاتی اور عملی طور پر معترف نہ ہونا جہاں غیبت کی صورت میں ایک طرح سے سزا ہے وہیں اصلاح کی آخری مہلت بھی ہے کہ جو ظہور کے بعد ختم ہو جائے گی۔

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) اُس وقت تک پردۂ غیبت میں رہیں گے کہ جب تک دنیا والے اُن کی معرفت اور ضرورت کے مکمل قائل نہیں ہو جاتے اور خود کو مومن کہنے والے تعلیم، تربیت، اخلاقیات اور حیاتِ انسانی کے ہر شعبے میں آگے بڑھ کر ظہورِامام(عج) اور عالمی حکومت ِحق وعدل کی راہ ہموار نہیں کر لیتے۔

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) پردۂ غیبت میں رہ کر ہر وقت اپنے شیعوں کے لیے دعا کرتے رہتے

انتظارِ مہدی(عج)

ہیں، محسوس اور غیر محسوس طریقے سے اُن کی رہنمائی کرتے ہیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے میں اُن کی مدد کرتے ہیں، لیکن ہم اِس بات سے لا شعور اور لا علم رہتے ہیں کہ ہماری رہنمائی اور مدد کرنے والا، ہمیں مشکلات اور ہلاکتوں سے نکالنے والا ہمارا محسن ہمارے وقت کا امام(عج) ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جس طرح سورج کے بادلوں میں چھپ جانے کے باوجود بھی ہم اس کے وجود سے مستفید ہوتے رہتے ہیں، بالکل اسی طرح پردۂ غیبت کے ہوتے ہوئے بھی امام(عج) کے مقدس وجود سے پھوٹنے والی فیوض اور برکات کی کرنیں ہم تک پہنچتی رہتی ہیں۔

مطلوبہ انتظار

انتظار (تَنَظُّر)سے ہے جس کا معنی کسی شے کی امید رکھنا ہے اور ہمیں جس کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے وہ "امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی حکومتِ حق" کا انتظارہے کہ جس کی امید حضرت آدم (علیہ السلام) سے آج تک ہر شخص کے دل میں موجود ہے، روایات بتاتی ہیں کہ حق کی حکومت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے کیا ہے کہ وہ دن آنے والا ہے جب ایک عادل بادشاہ کے پرچم تلے حق پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے :

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ([1])

---

[1]) سورۃ انبیاء، سورۃ نمبر 21، آیت نمبر105- 106

انتظارِ مہدی(عج)

ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ روئے زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے، اس میں شک نہیں ہے کہ اس(بات) میں بندگی کرنے والوں کے لیے یقینًا ایک آگاہی ہے۔

عقلی اور شرعی طور پر ظہورِ امام کا انتظار واجب ہے

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی حکومتِ حق کا انتظار کرنا عقلی اور شرعی حوالے سے ضروری ہے :

انتظار ِامام (عج) کا عقلی وجوب

ہم جانتے ہیں کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ عقل انسان کو بلاوجہ کسی کام کے کرنے کی ترغیب نہیں دیتی اور نہ ہی اسے کسی کام پہ مجبور کرتی ہے، لیکن اگر کوئی کام ایسا ہو جس کے ذریعے ایسی چیزکو حاصل کیا جا سکتا ہو، جس کی عقل خود تمنا اور رغبت رکھتی ہے تو عقل انسا ن کو اس کام کے کرنے پہ مجبور کرے گی۔

پس امام(عجل اللہ فرجہ الشریف)کی حکومتِ حق کا انتظارایک عادلانہ حکومت کے قیام کے لیے کوشش کرنے اور ہر طرح کی توانائی صرف کرنے کی

بنیاد اور فکری وعملی طورپر پہلا قدم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پوری دنیا میں عادلانہ، انسانیت نواز اور ترقی پسند نظام کا قیام ہر عقل سلیم کی تمنا بلکہ انتہاءِ آرزو ہے کہ جو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور اور اس سے پہلے ظہورِ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے عملی انتظار سے ہی ممکن ہے۔

انتظار ِامام (عج) کا شرعی وجوب

بہت سی روایات میں ہمیں حکومتِ حق کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے جن کی تعداد حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہے، روایات سے ظاہر ہوتا ہے امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی حکومتِ حق کا انتظار کرنا اُس زمانے میں افضل ترین عمل ہے جب زمین سے حق غائب ہو جائے گا ،زمین کا نظام سرکشوں کے ہاتھ آجائے گا اور اُن کا جیسے جی چاہے گا اور جس طرح اُن کی ہواوہوس ان کو کہے گی وہ صالحین بلکہ ہر قوم اور اس کے مقدر سے کھیلتے پھریں گے۔

رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مروی حدیث میں مذکور ہے:

انتظارِ مہدی(عج)

اِنْتِظَارُ الْفَرجِ عِبَادَةٌ(2)

کشائش (ظہورِامام (عج)) کا انتظار کرنا عبادت ہے ۔

امیر المومنین حضرت اما م علی(علیہ السلام) سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسند یدہ عمل کون سا ہے تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

اِنْتِظَارُ الْفَرجِ (3)

کشائش (ظہورِامام (عج)) کا انتظار کرنا ہی سب سے افضل عبادت ہے ۔

حضرت امام زین العابدین (علیہ السلام) فرماتے ہیں :

إِنَّ أَهْلَ زَمَانِ غَيْبَتِهِ اَلْقَائِلِيْنَ بِإِمَامَتِهِ اَلْمُنْتَظِرِيْنَ لِظُهُوْرِهِ، أَفْضَلُ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذِكْرُهُ أَعْطَاهُمْ مِنَ الْعُقُولِ وَ الْأَفْهَامِ وَ الْمَعْرِفَةِ مَا صَارَتْ بِهِ الْغَيْبَةُ عِنْدَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْمُشَاهَدَةِ، وَ جَعَلَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ بِمَنْزِلَةِ

---

2) بحار الأنوار الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار، تأليف العلامة محمد باقر المجلسي، الجزء الثاني والخمسون52، باب فضل انتظار الفرج ومدح الشيعة في زمان الغيبة، صفحة 122 . دار إحياء التراث العربي بيروت – لبنان الطبعة الثالثة المصححة 1403 ه - 1983 م

3) سابقہ مصدر

الْمُجَاهِدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰہِ (صلی الله علیه و آله) بِالسَّيْفِ، أُوْلٰئِكَ الْمُخْلِصُوْنَ حَقّاً، وَ شِيعَتُنَا صِدْقاً، وَ الدُّعَاۃُ إِلٰی دِيْنِ اللّٰہِ سِرّاً وَ جَهْراً " وَقَالَ (علیہ السلام) اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنْ اَعْظَمِ الْفَرَجِ[4]

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی غیبت کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے جو لوگ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے ظہور کا انتظار بھی کرتے ہیں وہ لوگ تمام زمانوں کے لوگوں سے افضل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اُن کو ایسی یاداشت، عقول، فکرو فہم اور معرفت عطا کی ہے کہ جس کی وجہ سے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی غیبت بھی اُن کے لیے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے دیدار جیسی ہی ہے، اللہ تعالی نے اِن لوگوں کو اُس زمانے میں بھی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ مل کر تلوار سے جہاد کرنے والے مجاہدین کا درجہ عطا کیا ہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقی مخلص، ہمارے سچے شیعہ اور اللہ کے دین کی اعلانیہ اور چھپ کر دعوت دینے والے ہیں۔ اس کے بعد امام زین العابدین (علیہ السلام) نے فرمایا :

---

4) سابقہ مصدر / كمال الدين وتمام النعمة - للشيخ الجليل الأقدم الصدوق - ج ١ - الصفحة ٣٤٨ الناشر: مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة - إيران المطبوع: 2000 نسخة التاريخ: محرم الحرام 1405 - الموافق لـ: مهر 1363

انتظارِ مہدی(عج)

آسودگی (امام مہدی (عج) کے ظہور) کا انتظار ہی سب سے بڑی آسودگی ہے ۔

ایک دوسری روایت میں امام علی(علیہ السلام) فرماتے ہیں :

اِنْتَظِرُوا الْفَرَجَ وَلَاتَیْأَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ([5])

کشائش و آسودگی (ظہورِ امام (عج)) کا انتظار کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کشائش و آسودگی (ظہورِ امام (عج)) کا انتظار کرنا ہے۔

امام محمد باقر (علیہ السلام) اپنے جدّ امجد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی الله علیه و آله) ذَاتَ یَوْمٍ وَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ : اَللَّهُمَّ لَقِّنِيْ إِخْوَانِيْ ـ مَرَّتَيْنِ ـ .

فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ : أَ مَا نَحْنُ إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟!

---

[5]) بحار الأنوار، الجزء 52، باب فضل انتظار الفرج ومدح الشيعة في زمان الغيبة،صفحة 123 . دار إحياء التراث العربي بيروت

فَقَالَ : " لَا ، إِنَّكُمْ أَصْحَابِيْ ، وَ إِخْوَانِيْ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ آمَنُوْا وَ لَمْ يَرَوْنِيْ، لَقَدْ عَرَّفَنِيْهِمُ اللّٰهُ بِأَسْمَائِهِمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُخْرِجَهُمْ مِنْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَ أَرْحَامِ أُمَّهَاتِهِمْ ...اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ"([6])

ایک دن رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)**نے اپنے صحابہ کرام کی موجودگی میں دو مرتبہ فرمایا: اے میرے اللہ مجھے میرے بھائیوں سے ملوا ،**

تو قریب بیٹھے ہوئے ایک صحابی نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) **کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ؟**

تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) **نے فرمایا: نہیں، تم میرے بھائی نہیں ہو، بلکہ تم میرے صحابی ہو، میرے بھائی آخری زمانے کے وہ لوگ ہیں ،جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا لیکن پھر بھی مجھ پہ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالی نے مجھے ان کے اور ان کے والدین کے ناموں سے آگاہ کیا ہے .... پھر رسول خدا** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) **نے فرمایا: "سب سے**

---

[6]) بحار الأنوار، الجزء 52، باب فضل انتظار الفرج ومدح الشيعة في زمان الغيبة، صفحة 122 . دار إحياء التراث العربي بيروت

انتظارِ مہدی(عج)

افضل ترین عبادت کشائش و آسودگی (ظہورِ امام (عج)) کا انتظار ہے"۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے کسی نے پوچھا ہے:

مَا تَقُوْلُ فِيْمَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ ، مُنْتَظِراً لَهُ ؟

جو شخص امام مہدی (عج)کے ظہور کا انتظار کرتے کرتے مر جائے اُس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

امام صادق (علیہ السلام)نے فرمایا:

" هُوَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ كَانَ مَعَ الْقَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ " .

(ثُمَّ سَكَتَ هُنَيْئَةً ، ثُمَّ قَالَ :) " هُوَ كَمَنْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ (صلى الله عليه و آله) "([7]) .

"اُس کا مقام اُس شخص کی مانند ہے جو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے ساتھ ان کے خیمہ میں ہو"۔

(اس کے بعد امام (علیہ السلام)کچھ دیر خاموش رہے ، پھرفرمایا:) " اس شخص کا مقام ایسے ہے جیسے وہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہو"۔

---

[7]) بحار الأنوار، الجزء 52، باب فضل انتظار الفرج ومدح الشيعة في زمان الغيبة، صفحة 125 . دار إحياء التراث العربي بيروت .

انتظارِ مہدی(عج)

حضرت امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) اپنے آباءو اجداد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

" أَفْضَلُ أَعْمَالِ أُمَّتِيْ اِنْتِظَارُ فَرَجِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ "

"میری اُمت کا سب سے افضل عمل اللہ تعالی کی طرف سے کشائش و آسودگی (ظہورِ امام (عج)) کا انتظار کرنا ہے".

حضرت امام رضا (علیہ السلام) سے کسی نے کہا: امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور کے بارے میں ہمیں کچھ بتایئے تو امام رضا (علیہ السلام)نے فرمایا:

" أَ لَيْسَ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنَ الْفَرَجِ [8] ")

"کیا کشائش و آسودگی (ظہورِ امام (عج)) کا انتظار ہی کشائش و آسودگی کا حصہ نہیں ہے"

حضرت امام رضا (علیہ السلام) ہمیں بتانا چاہتے ہیں کہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار اور ان کے ظہور کی امید بھی زمانۂظہور

---

[8]) بحار الأنوار، الجزء 52، باب فضل انتظار الفرج ومدح الشيعة في زمان الغيبة، صفحة 128 . دار إحياء التراث العربي بيروت

انتظارِ مہدی(عج)

کا حصہ ہے اور جس طرح ظہور امام مہدی (عجل الله فرجہ الشریف) سے مومنین کی تمام سختیاں اور مشکلات ختم ہو جائیں گی اسی طرح سے ان مشکلات سے آسودگی اور ان پر صبر کا ایک ذریعہ امام مہدی (عجل الله فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار بھی ہے۔

تقریباً ستر سے زیادہ روایات اس بات پہ دلالت کرتی ہیں کہ امام مہدی (عجل الله فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار کرنا شرعی طور پر واجب ہے ۔

انتظارِ امام(عج) سے خوفزدہ دشمن

جس طرح ایک اہم چیز کا انتظار اُس کی اہمیت کے سبب اُس کے لیے انسان کوتیارکرتا ہے اور اُس کے لیے آمادہ رہنے اور ضروری وسائل مہیا کرنے کی طرف رغبت دلاتا ہے، اسی طرح اُس متوقع چیز کے دشمن سے راحت و سکون کو بھی چھین لیتا ہے اور اُس کو ہمیشہ کے لیے خوف وبے چینی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح سے یہ طاغوتی طاقتیں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے وجود اور ولادت باسعادت سے ڈرا کرتی تھیں، بالکل اسی طرح جیسے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ڈرتا تھا، یہاں تک کہ اُس نے نہ جانے کتنے ہی بچے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت اور دنیا میں آمد کو روکنے کے لیے ذبح کروا دیئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت ہوئی اور وہ محفوظ بھی رہے کیونکہ اللہ تعالی کو اس کے کاموں سے کوئی نہیں روک سکتا وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے، اسی طرح بنو عباس اور اس سے پہلے بنو اُمیہ نے بھی دنیا کے لالچ میں رسول خدا (صلی اللہ

انتظارِ مہدی(عج)

علیہ وآلہ وسلم) کی نسل اور حضرت علی (علیہ السلام) کی اولاد کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی ،کیونکہ وہ عدل وانصاف اور حکومتِ حق کی آمد سے ڈرتے تھے اور جانتے تھے کہ حق کی حکومت آجانے کے بعد ان کا کیا حشر ہو گا، غیبتِ صغریٰ اور اس کا قریبی دور بنو عباس کے لیے انتہائی دشوار اور وحشت ناک تھا، پس وہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) اور ان کے نمائندوں کو جگہ جگہ ڈھونڈتے پھرتے تھے، اور ہر اُس شخص کی تلاش میں رہتے تھے جس کے ذریعے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ٹھکانے کا پتہ چل سکے، بنو عباس اور ان کے کارندے کسی سے بھی کوئی ایسا لفظ سن لیتے جس سے اُس کا امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی غیبت پر ایمان ظاہر ہو تو اُسے فوراً قتل کر دیتے۔

پس امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) اور حق کے دشمنوں سے اُن کا اطمینان چھن جانا، اُن کا ہر وقت بے چین اور مُضطرب رہناَ اور اندھی اُونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مارنا انتظار کے فوائد میں سے ایک بہت بڑا اور اہم فائدہ ہے۔

ظہورِ امام(عج) میں تاخیر کا ایک سبب

اِس میں کوئی شک نہیں کہ حکومتِ حق کا قیام ظلم وستم اور فتنہ وفساد کے خاتمے سے ہی ہو سکتا ہے، اور طاغوت اور ظلم وجور کے بنائے ہوئے محلات کو گرانے کے بعد اُسی جگہ عدل وانصاف کے قلعوں کو اُسی وقت قائم کیا جا سکتا ہے ،جب انسان اِس کے لیے نفسیاتی طور پر تیار ہو اور اس نظامِ حق کو تہہ دل سے قبول کرے ، پس اگر اس قسم کی حکومت حاصل ہو بھی جائے، لیکن لوگ اس حکومتِ حق کو قبول کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار نہ ہوں اور ان کی پریشان حال عقول اور منحرف شدہ افکار کی اصلاح نہ ہو تو انسان اکثر اوقات باطل کو حق سمجھے گا اور حق کو باطل ، اسی طرح وہ جسم جو دنیا کی محبت کے عادی ہو چکے ہیں وہ آنکھیں جو دنیا وی زندگی کی خوبصورتی اور دلفریبی سے متاثرہو کر دھوکہ کھا چکی ہیں وہ کیسے حکومتِ حق کو قبول کریں گی ۔

پس اگر اس حالت میں حکومتِ حق قائم کی جائے تو اس حکومت کا بھی وہی انجام ہو گا، جو

انتظارِ مہدی(عج)

حضرت علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) اور حضرت حسن (علیہ السلام) کی ظاہری حکومت کا ہوا تھا کیونکہ ان کی حکومت کے لیے مکمل طور پر طبعی وسائل فراہم نہ ہو سکے تھے، اور لوگ بھی اس حکومتِ حق اور عادل بادشاہ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے، اس کی وجہ مسلمانوں کی اہل بیت سے دوری اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے بعد پھیلنے والی جہالتوں کی وہ سیاہی تھی، جس سے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کی عادلانہ حکومت کے نقوش ان کے ذہنوں سے مٹ چکے تھے اور اس تیئس سالہ عرصہ میں نیک دل لوگ یا تو رحلت کرگئے یا پھرکسی نہ کسی وجہ سے گوشہ نشین ہو گئے ،اور ہم اس وقت جن حالات میں زندگی گزار رہے ہیں یہ بھی انہی حالات کے مشابہ ہیں۔ دنیا اہل بیت (علیہم السلام) کی تعلیمات کی صورت میں موجود حقیقی اسلام سے دور ہے اور دنیاوی مفادات کی وجہ سےامام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی عادلانہ حکومت کو تہہ دل سےقبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

پس دین اور عدل وانصاف سے محبت کے ذریعے اپنے نفوس کی اصلاح کرنا اور ظلم و فتنہ و فساد اور بے انصافی سے نفرت کرنا انتہائی

انتظارِ مہدی(عج)

ضروری ہے تاکہ ہمارے نفوس اور دل حق کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو سکیں۔

انفرادی و اندرونی اصلاح کے ساتھ ساتھ بیرونی ماحول اور حالات کا ایسا ہونا ضروری ہے، جس میں حکومتِ حق کا قیام ہو سکے اور ایسا ماحول بنانے کے لیے واجب ہے کہ حق کی زیادہ سے زیادہ نشر واشاعت کی جائے، اور نصرتِ دین کے لیے لوگوں کو ترغیب دی جائے تاکہ ان میں حق اور دین کی مدد کی صلاحیت پیدا ہو سکے، مسلمانوں کو حق کی طرف توجہ اور اس کا شعور دلایا جائے اور پھر اسی طرح غیر مسلم افراد میں بھی شعورِ حق پیدا کیا جائے تاکہ وہ لوگ جن میں ہدایت یافتہ ہونے کی صلاحیت ہے انھیں اپنا ہم خیال بنا کر اپنے حلقہ احباب میں لایا جا سکے، پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عقلی، شرعی اور اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے ،پس اگر حق کی مدد کرنے والے افراد کی ایک مناسب تعداد موجود نہ ہو، لوگوں میں حق کے نفاذ اور اس کے فوائد کا شعور نہ پایا جائے اور نہ ہی لوگوں میں وہ استعداد ہو، جس سے وہ ایک عادلانہ حکومت کو قبول کر سکیں تو اس قسم کی حکومت کے قیام کی ابتداء کرنا مناسب نہیں ہو

گا اور ایسے حالات میں حکومتِ حق کے قیام میں جلدی کرنے سے اس کے نہایت بھیانک نتائج برآمد ہو ں گے اور بہت بڑے بڑے اہم مقاصد حاصل ہونے سے رہ جائیں گے۔

دشمنانِ حق پر اتمامِ حجت کر دیں

دشمنانِ حق اور حق کی مخالفت و مقابلہ کرنے والوں پر اتمامِ حجت کر دینا واجب ہے کیونکہ حکومتِ حق اُن کا محاسبہ کرے گی، اور عدل وانصاف کے نافذ کرتے وقت جب ظالموں ، دھوکہ بازوں، غاصبوں اور فاسقوں کا محاسبہ کیا جائے گا، اور ان کو سزا دی جائے گی تو اس وقت ان کا حق کی طرف لوٹنا ان کو کوئی فائدہ نہ دے گا ، اور اس بات کی طرف قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے،ارشاد قدرت ہے:

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ

نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ) [9])

کیا وہ صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آ پہنچیں یا آپ کا رب خود آ جائے یا آپ کے رب کی کچھ مخصوص نشانیاں آ جائیں۔ جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آ پہنچیں گی تو اُس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان اُسے فائدہ نہیں پہنچائے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اُس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی کارِ خیر نہیں کیا تھا، فرما دیجئے: تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

اس معنی اور حق کی مخالفت اور دشمنی میں باطل پرستوں کی دی جانے والی بوسیدہ دلیلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ(([10]

---

[9]) سورہ انعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر158

[10]) سورۃ اعراف، سورۃ نمبر7، آیت نمبر 71۔

انھوں (ہود) نے کہا :(سمجھ لو کہ) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو گیا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (از خود) رکھ لیے ہیں۔ جن کے متعلق اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اچھا تو پھر تم (خدا کے عذاب کا) انتظار کرو مَیں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

جہالت ، سر کشی یا تمسخر کی بنا پر ایما ن نہ لانے والےباطل پرستوں کے انجام اور مواخذے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ([11])

اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے رب نے اس پر کوئی نشانی نازل نہیں کی تم یہ کہہ دو غیب کا مالک تو خدا ہی ہے پس تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اسی معنی کی طرف سورہ یونس میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

[11]) سورۃ یونس، سورۃ نمبر 10، آیت نمبر 20۔

انتظارِ مہدی(عج)

فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ([12])

کیا یہ لوگ ان جیسے (عذاب کے) دنوں کا انتظار کر رہے ہیں جو ان لوگوں پر آئے جو ان سے پہلے تھے (کہ ایسے ہی ان پر بھی آئیں؟) ان سے کہہ دیجیئے کہ پھر تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

سورہ ہودمیں اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ([13])

جو لوگ ایمان نہیں لائے (ان سے) کہہ دو تم اپنی جگہ جو جی چاہے کام کرتے رہو ہم بھی کچھ کرتے رہتے ہیں اور تم انتظار کرتے رہو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

ان آیات میں واضح طور پر دشمنانِ حق کو ڈرایا گیا ہے تاکہ ان سے سکون وآرام چھین لیا جائے اور وہ ظلم وستم سے حاصل شدہ زندگانی کو

---

[12]) سورۃ یونس، سورۃ نمبر 10، آیت نمبر 102۔

[13]) سورۃ ہود، سورۃ نمبر 11، آیت نمبر 121-122۔

عیش و عشرت کے ساتھ بسر نہ کر سکیں اور ان کی یہ زندگیاں جو انہوں نے مظلومین پر ظلم کرتے ہوئے اور ان کے حقوق پامال کرتے ہوئے گزاری ہیں ان کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گی، اور ان آیات سے مظلوم اور محروم لوگوں کے دلوں میں نجات کی کرن اور ظلم سے چھٹکارے کی اُمید پیدا ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں ظلم کرنے والوں سے انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، کیونکہ ان آیات میں انتقام کی بشارت کے ذریعے محرومین اور مظلومین کو ایک اُمید و آس دی گئی ہے۔

مفہومِ انتظار چند سطروں میں

مفہومِ انتظار جہاں نیک بندوں کے لیے اُمید اور انھیں سیدھے راستے پہ گامزن رہنے کی ترغیب پر مشتمل ہے یہی انتظار وہاں ظالموں کے لیے نصیحت اور تنبیہ کا مفہوم بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور یہ انتظار ہی ہےکہ جو مخلصین میں فدا کاری اور قربانی کے جذبے کو فروغ دیتا ہے اور گمراہ اور بھٹکے ہوئے افراد کو ہدایت اور حق کی دعوت دیتا ہے۔

اسی طرح انتظار ہی کی بدولت مومنین اپنے آپ کو اس دن کے لیے آمادہ اور تیار رکھتے ہیں

انتظارِ مہدی(عج)

جس دن اللہ تعالی امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے ذریعے حق کو ظاہر اور باطل کو ختم کر دے گا ۔

خاموشی اور گوشہ نشینی میں انتظار

عقلی اور شرعی اعتبار سے انتظار کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان گوشہ نشینی کی حالت میں مولا امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا منتظر رہے اور جو کچھ بھی اِرد گرد ہو رہا ہے اُسے خاموش تماشائی کی طرح دیکھتا رہے۔

لہذا اِس دنیا میں موجود جس فسق وفجور، بدعنوانی، فساد اور ظلم نے تمام انسانوں اور خصوصاً مومنین کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے، اس پہ خاموش رہنا ، یا اپنے آپ کو اس کے مقابلے میں بے بس اور عاجز سمجھنا، یا بغیر کسی موقع محل کے اپنے اوپر جمود طاری کر لینے کو دینداری سمجھنا، یا دنیا کی ظاہری خوبصورتی اور دلفریبی سے دھوکہ کھا کر نہی عن المنکر جیسے واجب کی ادائیگی سے منہ پھیر لینا اُس شخص کا

انتظارِ مہدی(عج)

کام ہے جس نے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی سے حاصل ہونے والی فانی لذتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے خود ہی اپنے آپ کو عاجز اور بے بس کر لیا ہو۔

اپنے آپ کو جو انسان بے بس سمجھتا ہے وہ سستی ، کاہلی اور خواب غفلت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور یہی چیز اسے ہوا وہوس کا غلام بنا دیتی ہے بلکہ وہ ہر ظالم ، جابر اور سر کش کی ہوا وہوس کا بھی غلام بن کر رہ جا تا ہے، یہاں تک کہ وہ انسان عبد الشیطان یعنی شیطان کا بندہ بن جاتا ہے۔

جن دعاؤں کو غیبتِ کبریٰ اور انتظار کے دوران ہمیشہ پڑھتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ دعائیں یہ درس نہیں دیتیں (جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں) کہ ظلم وجور کے مقابلے میں خاموش تماشائی بن کر گوشہ نشین ہوجائیں،بلکہ ان دعاؤ ں کا مقصد یہ ہے کہ ہر مؤمن اپنے پرور دگار سے تعلق اور رابطہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرے تاکہ وہ ایک طرف تو اس کے ذریعے

انتظارِ مہدی(عج)

اپنے اور دوسرے مؤمنین کے لیے خداوند عالم سے مدد طلب کر سکے اور دوسری طرف انہی دعاؤں کے ذریعے طاغوت سے مقابلے اور اس کے خاتمے کے لیے خدا تعالیٰ سے نصرت حاصل کرے
-

یہی دعائیں انسانی، دینی و اخلاقی بے راہ روی اور ظلم وجور کے اندھیروں میں اس نور کی مانند ہیں جو ان اندھیروں میں راستہ کی نشان دہی کرتا ہے، جیسا کہ خود ان دعاؤں میں بھی اُس ظلمت اور انسانی انحراف کی طرف اشارہ موجود ہے جس میں ہم زمانۂ غیبت کے دوران رہ رہے ہیں، بلکہ ہم شیعوں کو یہ اضطراب اورظلم وستم کا اندھیرا اس وقت سے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے ،جب حضر ت اما م حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) جگر خور کے بیٹےکے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے ۔

پس یہ دعائیں اپنے اندر وہ ولولہ اور جوش سموئے ہوئے ہیں جو ہمیں ہر برائی سے انکارکا شعورعطاکرتا ہے اورمیدانِ عمل میں آکر زمین سے

ظلم وفساد کو ختم کر دینے کی دعوت دیتا ہے، یہ دعائیں کوئی تقلیدی رسومات نہیں (جو بعض لوگوں کے قول کے مطابق) ہمیں فتنہ کے مقابلے میں اپنے اوپر جمودطاری کرنے اور گوشہ نشین ہو نے کا حکم دیں۔

اسی طرح کسی بھی مو من کو اُن روایات کی غلط تفسیر سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، جو روایا ت فتنہ وفساد سے دور رہنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، مثلاً:

كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ، لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ، وَلاَ ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ(.[14]

فتنہ کے زمانہ میں اونٹ کے اس بچے کی مانند ہو جاؤجس سے نہ دودھ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ اس پر بوجھ لادا جا سکتا ہے ۔

اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ .

---

[14]) نہج البلاغۃ ، کلمات قصار، فرمان نمبر ١

انتظارِ مہدی(عج)

اپنے گھر میں بیٹھ جانا، اور اپنی زبان پر قابو رکھنا، اور جو چیز بھلی لگے اسے اختیار کرنا، اور جو بری ہو اسے چھوڑ دینا، اور صرف اپنی فکر کرنا عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔

یہ روایا ت ان معانی پر دلالت نہیں کرتیں جو بعض لوگ ان سے سمجھتے ہیں بلکہ ان روایات میں غور وفکر کرنے سے پتہ چلے گا کہ ان روایات میں دین کی خدمت اورلوگوں کی اصلاح کے لیے ان حالا ت کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جن حالا ت میں انسان اکثر گرفتا ر رہتا ہے، پس ہر عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے ان حالات کو مد نظر رکھے تاکہ یہ نہ ہوکہ بجائے اصلاح کے، فساد میں پڑ جا ئے کیونکہ ہر زمانے میں حالات کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور کچھ ممنوعات اور ضروریات ہوتی ہیں، جن کو ملحوظِ خاطر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ انسان ہمیشہ کے لیے گوشہ نشین ہو جائے ، کیونکہ طاغوت اور شیطانی طاقتیں یہی چاہتی ہیں کہ یہ

لوگ گوشہ نشین ہو جائیں تا کہ وہ جیسے چاہیں دنیا میں دندناتے پھریں ۔

زمانہ غیبت اور انتظارِظہور میں ہماری ذمہ داری

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی غیبت کے دوران ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم تقویٰ اور شریعت ِ مقدسہ پر عمل کر کے امامِ زمانہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور کے لیے راہ ہموار کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور اس جانب لوگوں کو دعوت دیں، تاکہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لیے انصار اور مددگاروں کی وافر مقدار میسر آ سکے، اسی طرح ہم پہ واجب ہے کہ ہم اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر حقیقی شریعت کے احکام کو قبول کرنے کے لیے تیار کریں، کیونکہ حق بہت کڑوا ہوتا ہے، اور اس بات کا تجربہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) اور امام حسن ِ مجتبیٰ (علیہ السلام) کی ظاہری خلافت کے دور میں ہو چکا ہے کہ عدل و انصاف کے تحت کی جانے والی تقسیم اکثر لوگوں پر بہت گراں گزرتی تھی، اور اسی وجہ سے کئی

انتظارِ مہدی(عج)

لوگ حضرت امام حسنِ مجتبیٰ (علیہ السلام) کی صفوں سے بھاگ کر جگر خور کے بیٹے معاویہ ابن ابوسفیان کی فوج میں شامل ہو گئے۔

پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے آپ کو حق کے قبول کرنے کے لیے تیار کریں، تاکہ ایسا معاشرہ اور ماحول وجود میں آ سکے جو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے احکام کو تہہِ دل سے قبول کرے۔

روایات کی رو سے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے انتظار کا معنی اور مفہوم حرکت و تحریک ہے، یعنی سب سے پہلے انسان خود اپنے آپ کو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے استقبال اور ان کی مدد کے لیے تیار کرے اور اس کے بعد اپنے اِرد گرد رہنے والے افراد مثلاً اس کے اہلِ خانہ، خاندان ، قبیلے، قوم اور اسی طرح جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں کو اس دینی وانسانی انقلاب کے نور کو پھیلانے کے لیے تیار کرے تاکہ انقلاب کا حکم آنے پر فوراً انقلاب برپا ہو سکے ۔

ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس راستہ میں سب سے پہلے جو چیز درکار ہے وہ اصلاحِ نفس ہے اور نفس کی اصلاح مختلف مراحل

انتظارِ مہدی(عج)

سے گزر کر مکمل ہوتی ہے جن میں اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنا اور نیکیوں سے خود کو آراستہ کرنا شامل ہے۔

اصلاحِ نفس کے بعد ایک ایسا مرحلہ آتا ہے جس میں وہ اپنے دل ودماغ کو ہر قسم کے گناہ سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور اس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ہر حکم کی تعمیل کرنے میں لحظہ بھر توقف نہیں کرتا۔

اس طرح انسان ایک ایسے مرحلہ میں پہنچ جاتا ہے کہ جس میں اس کی روح محبت ، اطاعت اور خلوص کے جذبات سے اس طرح سرشار ہو جاتی ہے کہ اس کا وجود بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات حتی کہ اس کے دل کی دھڑکن اور سانسوں کا اُتار چڑھاؤ تک شریعتِ مقدسہ اور امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی رضا اور مرضی کے تابع ہو جاتا ہے اور وہ ایک حقیقی مومن بن جاتا ہے، اس کا باطن ہر قسم کی بُری صفات مثلاً حسد، بزدلی ، لالچ اور ہر اُس خواہش سے پاک ہو جاتا ہے، جو دائرہ اسلام اور شریعتِ مقدسہ کے خلاف ہو۔

انتظارِ مہدی(عج)

اس کے بعد خود ہی انسان کے اندر ایسی صلاحیت اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، کہ وہ سوائے اللہ تعالی کے کسی کے سامنے نہیں جھکتا ، وہ صرف اس چیز سے محبت کرتا ہے جسے اللہ تعالی پسند کرے ، اور اسی سے نفرت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے ، اس طرح وہ اپنے گھر اور خاندان والوں کے لیے بلکہ وہ اپنے ہر قریبی شخص کے لیے عملی طور پر ہادی و رہبر بن جاتا ہے ، پس اس شخص کے ہر موقف اور نقطۂ نظر کی بنیاد مہدویت ہوتی ہے، وہ اپنی زبان، قول، عمل اور کردار کے ذریعے لوگوں کو حق کی دعوت دیتا ہے، اس طرح اس کا عمل حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) ، حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمار ابن یاسر (رضی اللہ عنہما)کی مانند ہو جاتا ہے، کہ جنھوں نے اُس زمانہ میں حضرت علی (علیہ السلام) کی حکومت اور سلطنت کے لیے راستہ ہموار کیا جب بیعتِ غدیر کو پسِ پشت ڈال کر حضرت امام علی (علیہ السلام) سے حقِ خلافت چھین لیا گیا تھا۔

زمانہ غیبت میں جہاں تک بھی ممکن ہو سکے کلمۂ حق کو ہر ایک تک پہنچایا جائے ، امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) اور ان کے ظہور کے بارے میں لوگوں میں آگاہی پھیلائی جائے، ظالم و جابر

انتظارِ مہدی(عج)

حکمرانوں کو عوام کے درمیان رسوا اور بدنام کیا جائے ، لوگوں کو ان حکمرانوں کی بے راہ روی اور جہالت سے آگاہ کیا جائے اور لوگوں کو مطلع کیا جائے کہ وہ ان حکمرانوں کی وجہ سے کتنی بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں ۔

پس زمانۂ غیبت میں انتظار کے دوران ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ جوانمردوں کی طرح مہدوی انقلاب کے راستہ کو اتنا روشن کر دے کہ ہر طالبِ حق اور ہدایت چاہنے والے کے لیے یہ راستہ درخشاں اور واضح ہو جائے۔

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور اور قبل از ظہور کے زمانہ میں ضروری ہے کہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے احکام کے نفاذ اور ان پہ عمل کرتے وقت ہمارے دلوں میں ذرا برابر بھی تنگی پیدا نہ ہو، خواہ ان کے احکام ہماری خواہشات کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں، بلکہ ہمارے ارادے اور ہماری خواہشات کو ان کی رضا کے تابع ہونا چاہیے، جیسے کربلا کے میدان میں عاشور کے دن حضرت سید الشہداء امام حسین (علیہ السلام) کے اصحاب کا ہر ارادہ امام حسین (علیہ السلام) کی رضا و مرضی کے تحت تھا۔

حقیقی انتظار اور مہدوی(عج)ثقافت کا فروغ

غیبتِ کبریٰ کے دوران دینی طلباء، علماء، مفکرین، اہلِ قلم ، واعظین، خطباء اور ذاکرین پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ آج کے اس موجودہ دور میں انسانیت اور خصوصاً اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت ہم دیکھ رہے ہیں وہ اُس وقت سے قطعاً بہتر اور مختلف نہیں ہے جس وقت غیبتِ کبریٰ

رونما ہوئی تھی، آج بھی لوگ اسی طرح دنیا کی اندھی محبت میں غرق ہیں جیسے پہلے تھے ، مفہومِ ایمان اُس دور کی طرح آج بھی روح کی گہرائیوں میں نہیں اتر پایا ، آج بھی دین اُسی طرح فقط لوگوں کی زبان تک محدود ہے جیسے پہلے تھا، جس طرح پہلے تمام ممالک ظالموں اور جابروں کے زیرِ قبضہ تھے اسی طرح آج بھی ہیں، ظلم و جور اور اقرباء پروری عام ہے، وہ لوگ جو اپنے آپ کو مؤمن کہتے ہیں ان کے دل حقیقتِ ایمان سے خالی نظر آتے ہیں، سوائے چند افراد کے تقریباً سارے ہی نفوس انتہائی رذیل برائیوں میں مبتلا ہیں کہ جن برائیوں میں حسد اور بغض وغیرہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، بلکہ بعض برائیاں تو ایسی ہیں جو گناہان کبیرہ مثلاً غیبت ، چغل خوری اور حبِ جاہ وغیرہ سے بھی بڑی ہیں اور ان تمام برائیوں کی جڑ اور بنیاد مہدوی ثقافت سے دوری ہے-

پس ہمیں شاذو نادر ایسے لوگ مل پائیں گے جو حقیقی معنوں میں مؤمن اور دین سے مخلص ہیں ، اور اسلام کی صحیح خدمت کررہے ہیں، اگر آپ کسی گروہ یا تنظیم وغیرہ کو کلمۂ حق کی ترویج و اشاعت کرتے دیکھتے ہیں تو قریب جانے پر اس کی

انتظارِ مہدی(عج)

حقیقتِ حال یوں آشکار ہوگی کہ آپ اس کے قریب ٹھہرنا بھی گوارہ نہیں کریں گے، اور اس سے یوں دور بھاگیں گے جیسے کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ سے دور بھاگتا ہے۔

اسی بنا پر دینی طلباء اور علماء پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو واجبِ الہی (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے تیار کریں،اور ان پر واجب ہے کہ وہ انقلابِ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی ضرورت کے بیان اور اس کی تشریح و توضیح کے ذریعے ثقافتِ مہدویہ کو استحکام بخشیں ، جب لوگوں کو ظہورِ امام (عج)، حکومتِ امام(عج) کے زیر سایہ دنیا میں رونما ہونے والے حالات و واقعات اور حقیقتِ مہدویت(عج) کے بارے میں بتایا جائے گا تو اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لیے اشتیاق پیدا ہوگا اور ان کا امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے تعلق زیادہ سے زیادہ گہرا ہوتا چلا جائے گا۔

دینی طلباء اور علماء کی طرح باقی تمام مؤمنین پر بھی مہدوی(عج) ثقافت کا فروغ واجب ہے جس حدتک ممکن ہو اور جتنی بھی جس میں صلاحیت ہو انتظارِ ظہور کے حقیقی مفہوم کو

انتظارِ مہدی(عج)

فروغ اور استحکام دینے کی کوشش کرے اور جہاں تک ہوسکے لوگوں کو آگاہ کرے کہ انھیں زمانۂ غیبت میں کیا کرنا چاہیے اور کس چیز کا حصول و سعی اِس وقت اُن پر واجب ہے۔

اس طرح سے ہم سب میدانِ عمل میں آجائیں گے، اور اس حوالے سے سستی، کاہلی اور ایک دوسرے پر ذمہ داری عائد کرنے سے بچ جائیں گے، اور برائیوں کی دعوت دینے والے نفسِ امارہ سے حقیقی معنوں میں نبرد آزما رہیں گے، اور یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے انسان اللہ تعالی کی عظیم نعمت یعنی ظہورِامام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے استقبال کے لیے تیار ہوتا ہے۔

جس طرح مشرق سے لے کر مغرب تک پوری دنیا میں انقلابِ مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) برپا کرنے کے لیے راستہ ہموار کرنا واجب ہے اسی طرح ہم پر واجب ہے کہ پہلے اپنے اندر ایسی صلاحیت پیدا کریں کہ ہم نفسیاتی طور پر انتظار کے حقیقی مفہوم کو اپنا سکیں ، دوسری جانب باقی افراد کو اپنے دینی فرائض کی ادائیگی اور اجتماعی طور پر ان کے رائج کرنے کی ترغیب دیں ، اور جس حد تک ممکن ہو دینی شعائر کو فروغ اور رواج دیا جائے، مثلاً نماز جماعت وغیرہ ،اگر مسجد

میں جانا مشکل ہوتو اہل و عیال کے ساتھ گھر میں نماز جماعت کا اہتمام کیا جائے، اور اسی طرح مشہور اور آسان معانی و تعبیرات پر مشتمل دعاؤں خاص طور پر امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے مربوط دعاؤں کے اجتماعی یا انفرادی پروگرام منعقد کیے جائیں، تاکہ ان دعاؤں کی عام فہم تعبیرات اور ان کے معانی معمولی سی توجہ سے ہی دل اور روح کی گہرائیوں میں اترتے چلے جائیں، مثلاً وہ دعا پڑھی جائے جو حضر ت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب(علیھماالسلام) نے اپنے عابد و زاہد شاگرد حضرت کمیل بن زیاد کو تعلیم فرمائی، اسی طرح وہ دعا جس کی تلاوت حضرت سیدالشہدا ء امام حسین (علیہ السلام) نے عرفہ کے دن فرمائی تھی ، یا دعائے ندبہ کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ ایک طرف تو اس کے ذریعے ہم اپنے وظیفہ اور ذمہ داری کو ادا کرسکیں اور دوسری طرف اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ کیا جاسکے، اور تیسری طرف خوشحالی، امن وسکون اور سعادت پر مشتمل اُس انقلابِ مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لیے راہ ہموار کی جاسکے جس کا ہر کوئی منتظر ہے۔

لیکن یہ کام شاید شروع میں کسی حد تک مشکل اور پُر تھکن ثابت ہو اور اس راستہ میں ہمیں کچھ رکاوٹوں کو بھی عبور کرنا پڑے کیونکہ ہم اس کام کے لیے درکار کچھ بنیادی چیزوں کو کھو چکے ہیں، سستی و کاہلی طلبا ء کے اندر گھر کرتی جارہی ہے، محنت سے فرار اور آرام پرستی سے پیدا ہونے والی سستی کے نتیجہ میں اب سطحی قسم کی تعلیم و تدریس کو ترجیح دی جاتی ہے، بے فائدہ مشغلوں اور مصروفیت کو تعلیم پر ترجیح دی جا رہی ہے، ٹیکنالوجی سے استفادہ کی بجائے اس کا غلط اور فضول استعمال کیا جا رہا ہے۔

اور جہاں تک بات ہمارے نوجوان طبقہ کی ہے وہ تو بس بے فکر ہواؤں میں سیر کرتا پھرتا ہے، نوجوان اپنی اس عجیب فکری نہج کے باوجود بھی اصلاحی پہلو کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں، شاید وہ اس بارے میں علماء اور مجتہدین کی طرف سے کسی معجزہ کے منتظر ہیں ، نوجوانوں کی جب ہم یہ حالت دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے حال پہ رونا آتا ہے، پس ہمارے لیے واجب ہے کہ ان کے حال پہ رحم کرتے ہوئے ان کی طرف مکمل توجہ دیں۔

انتظارِ مہدی(عج)

باقی رہے تعلیمی ادارے ، اسکول ، کالج اور یونیورسٹیاں وغیرہ تو ان کا ماحول دیکھنے کے بعد ان پہ تو بدرجہ اولیٰ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے ، کیونکہ ان اداروں میں پڑھنے والے طلباء کا مقصد فقط ڈگری اور بعد میں کسی نوکری کا حصول ہوتا ہے ، بہت ہی کم طلاب اپنی قوم کی ترقی وخوشحالی کے لیے پڑھتے ہیں ، شاذ ونادر ہی کوئی ایسا طالب علم ملتا ہے جو اسلامی ممالک اور ان سے وابستہ امور کی باگ ڈور و اپس اپنے ہاتھوں میں لینے کے بارے میں سوچتا ہو یا تعلیمی میدان میں اس لیے محنت کرتا ہو تاکہ اپنی قوم کو خود کفالت کی منزل تک پہنچائے ۔

ناجانے کب ! وہ سورج طلوع ہوگا جو ظلمتوں سے بھری اس تاریک شب کا خاتمہ کر ڈالے اور مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی اسلامی دنیا کو اس عظیم مشکل ومصیبت سے نجات دلوادے۔

ناجانے کب!ہمارے نوجوان تما م علوم پر عبور حاصل کرنے کے لیے تعلیمی میدان میں سخت محنت کریں گے تاکہ اس کے ذریعے سے پوری دنیا میں علمی واخلاقی انقلاب لایا جاسکے یا کم از کم

انتظارِ مہدی(عج)

اسلامی ممالک کو ہی متکبر اور خود غرض طاغوت کے چنگل سے نجات دلائی جاسکے۔

کیا یہ رونے کا مقام نہیں کہ ہم کو پتا ہی نہیں ہے کہ ہم اپنے وسائل وذخائر کو کس طرح استعمال کریں ، اور کس طرح ان سے فائدہ حاصل کریں ۔

اس سے بڑھ کر بھی کوئی افسوس کی بات ہوسکتی ہے کہ ہم ہر قسم کی معدنیات ، تیل اور زرخیز زرعی زمینوں کے مالک ہیں لیکن ہمیں تیل نکالنے کا طریقہ تک نہیں آتا اور نہ ہم اس کے عناصر کو پہچان کر ایک دوسرے سے تمیز دے سکتے ہیں۔

ہمارے نوجوانوں میں سے اگر کوئی کمپیوٹر کے کی بورڈ پر ہاتھ چلانا سیکھ لے یا اسے انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے کسی بات کا علم ہو جائے تو وہ اس پہ بہت فخر محسوس کرتا ہے، اور اسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ حقیقت میں فخر کرنے کا حق تو اسے ہے جس نے اسے ایجاد کیا ہے اور اسے ترقی دی ہے۔ ہمارے نوجوان اگر اپنے آپ کو امام(عج) کا حقیقی پیروکار اور سچے دل سے ظہورِ امام(عج) کا انتظار کرنے والا ثابت کرنا چاہتے ہیں تو انھیں تعلیم، ٹیکنالوجی اور تجارت کی دنیا میں سب

سے آگے بڑھنا ہو گا، اپنی قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔

زبانی کلامی دعووں سے ہٹ کر اگر حقیقت دیکھی جائے تو ہم میں سے اکثر امام المنتظر (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے جلد ظہور کے نہ تو خواہشمند ہیں اور نہ ہی ہمارے اندر ظہورِ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)کا اشتیاق ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا انتظار کرنے والا سمجھتے ہیں وہ اگر کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو ان میں سے ایک کثیر تعداد کو معلوم ہو گا کہ وہ تو دنیا کی لالچ اور راحت و سکون کے حصول کی خاطر امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں کیونکہ انھوں نے کہیں سے سن یا پڑھ رکھا ہے کہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی حکومت کے زیرِ سایہ پوری زمین کو راحت و سکون اور ترقی سے بھر دیا جائے گا۔

ایسے لوگ خوابِ غفلت میں ہیں،اور بغیر کسی حرکت و کوشش کے راحت و سکون کے وسائل حاصل کرنا چاہتے ہیں،لیکن زمانۂ ظہورمیں قطعاًایسا نہیں ہوگا بلکہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) اپنے جدِ امجد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرح ہم سے جُہد ،عمل اور سعی کا مطالبہ کریں گے۔

یاد رکھیں کہ جو اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا عدل اس پر بہت گراں گزرتا ہے، پس ہم پر واجب ہے کہ سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں اور پھر دعا میں غور وفکر اور پوری دنیا میں عدل و انصاف پھیلانے کی کوشش کریں۔

ظہورِ امام(عج) کا انتظار کرنے والوں کیلئے خوشخبری

حضرت امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

طُوْبٰی لِشِیْعَةِ قَائِمِنَا اَلْمُنْتَظِرِیْنَ لِظَهُوْرِهٖ فِيْ غَیْبَتِهٖ([15])

ہمارے قائم آل محمد(عج)کے اُن شیعوں کے لیے خوشخبری ہے جو غیبت کے دوران اُن کے ظہور کا انتظار کرتے ہیں۔

---

15) بحار الأنوار - العلامة المجلسي - ج ٥٢ - الصفحة ١٥٠ - الطبعة الثالثة المصححة 1403ھ - 1983م - دار احیاء التراث العربي - بیروت - لبنان

انتظارِ مہدی(عج)

جب امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) ظہور فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے منتظر شیعوں کی آنکھوں کو آفتاب ِ امامت کی زیارت سے ٹھنڈا کرے گا، اور انھیں مجاہدین کے درجہ پہ فائز ہونے کا موقع فراہم کرے گا، اور ان میں سے بعض امام(عج) کے قدموں میں شہادت کا عظیم مرتبہ بھی حاصل کریں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کی وجہ سے ہر شخص انتہائی خوش ہوگا، مصائبِ اہل بیت (علیہم السلام) پر دکھی و غمزدہ دلوں کو سکون مل جائے گا، اور یہی وہ دن ہے جس کا ہم اس طرح سے انتظار کر رہے ہیں، جیسے سمندر میں ڈوبتا ہوا شخص کسی سفینہ کا انتظار کرتا ہے۔

امام زمانہ(عج) کے نامِ مبارک کے استعمال کی حرمت

جن روایات میں حضرت امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کا نام نہ لینے کا حکم دیا گیا ہے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور اس کثرتِ تعداد کی بنیاد پر ہم تواترِ اجمالی یا تواترِ معنوی کا آسانی سے دعویٰ کر سکتے ہیں، اور یہی چیز ہمیں ہر ہر روایت کی سند دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے، کیونکہ اس تواتر اور روایات کی کثرت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان میں سے بعض روایات کی سند صحیح ہے، پس جب یہ روایات متواترہ ہیں تو اس بات میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا کہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا نام مبارک نہ لینے کا حکم ثابت ہے۔

انتظارِ مہدی(عج)

البتہ باقی رہا یہ کہ آیا یہ حکم کسی خاص سبب کی بناء پر ہے یا دشمنوں کی طرف سے امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی تلاش، گرفتاری یا شہادت وغیرہ کے خوف و خدشہ کے ساتھ یہ حکم مربوط و مقید ہے، یعنی جب اس قسم کا خوف نہ ہو تو نام نہ لینے کا حکم ختم ہو جائے گا۔

لیکن ضروری نہیں کہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے نام کے ذکر سے منع کرنے کی یہ وجہ ہو، خصوصاً جب کہ روایات میں صراحتاً بیان کر دیا گیا ہے کہ ان کا نام وہی ہے جو رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا نام ہے اور امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی کنیت اور لقب تو چھوٹے، بڑے ، مومن، کافر ، دوست، دشمن ہر ایک کے درمیان معروف ہے۔

پس جو شخص بھی امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)کا نامِ مبارک جانتا ہے اس کے لیے ان کا نام نہ لینے کا حکم تعبّدی ہے، لیکن امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)نے خود اپنے نامِ مبارک کو بیان فرمایا ہے اور ان کے علاوہ بہت سے علماءِ نسب اور علماءِ تاریخ نے بھی اسے

ذکر کیا ہے کہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے والد بزگوارکی کنیت ابو محمد ہے۔

باقی رہی یہ بحث کہ امام(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے اسمِ مبارک کو مخفی رکھنے کا کیا فائدہ ہے تو جب ہم کہہ چکے کہ ان کا اسم مبارک نہ ذکر کرنے کے بارے میں حکم تعبّدی ہے تو پھر یہ بحث کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی ، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا نام مبارک مخفی رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں ان کے نام مبارک کی ہیبت اور احترام میں اضافہ بھی شامل ہے، یعنی جس طرح خود امام (عجل اللہ فرجہ الشریف)غائب اور مخفی ہیں اسی طرح ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ان کے نام کو بھی مخفی رکھیں، تاکہ لوگ ان کی ذات کی طرح بلکہ ان کی ذات سے بھی پہلے ان کے نامِ مبارک کے مشتاق رہیں۔

امام مہدی (عج) کا نمائندہ ہونے کا دعوی

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے وہ اوامر اور فرامین جو ہم تک اُن کے خاص اصحاب کے ذریعے پہنچے ہیں ، اُن میں واضح کر دیا گیا ہے کہ غیبتِ کبریٰ کے وقوع پذیر ہونے کے بعد سے امام(عجل اللہ فرجہ الشریف) اور اُن کے شیعوں کے درمیان وکالت ، سفارت اور نمائندگی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔

پس اب جو شخص بھی وکیلِ خاص ہونے کی حیثیت سے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)سے ملاقات کا دعویٰ کرتا ہے، یا جو یہ کہتا ہے کہ میں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا سفیر ہوں اور براہِ راست امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے احکامات اور ہدایات لیتا ہوں، تو یہ دعوی کرنے والا شخص جھوٹا،

انتظارِ مہدی(عج)

فاسق، شر پسند اور فساد کی جڑ ہے، اور یہ شخص امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) پر بہتان باندھتا ہے۔

پس ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے ایسے شخص کو جھٹلائے اور اُسے عوام کے درمیان بدنام کرے تاکہ مسلمان اُس شخص کے شر سے محفوظ رہ سکیں، اگر حاکمِ شرعی کے لیے ممکن ہو تو اُس کے لیے واجب ہے کہ ایسے شخص پر حد جاری کرے اور اسے سزا دے، اسی طرح اُس کی تصدیق کرنے والے لوگوں پر بھی حد جاری کرے۔

البتہ عوام میں سے بعض لوگوں کا ایسے شخص کی وجہ سے دھوکا کھانا اور اس کی تصدیق و اتباع کرنا کوئی حیران کن بات نہیں ہے ، عوام کا تعلق چاہے کسی زمانے سے ہو، عوام آخر عوام ہوتی ہے، قرآنِ مجید میں واقعہ موجود ہے کہ حضرت ہارون (علیہ السلام) کی موجودگی کے باوجود یہودی سامری کے بچھڑے کی پوجا کرنا شروع ہو گئے، اور اسی طرح لوگ حضرت رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بعد سب سے افضل ہستی حضرت علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) سے سرگردان ہو گئے۔ افسوس زمانہ آخر زمانہ ہی ہے!!!

امام مہدی(عج) سے رابطہ اور زیارت

امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) سے رابطہ ممکن ہے، اور شریعت نے بھی ہم سے اس کا مطالبہ کیا ہے، کیونکہ وہ ہمارے زمانہ کے امام ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
يَوْمَ نَدْعُواْ كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ[16]

قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔

اس خدائی فرمان کے مطابق ہم قیامت کے دن انہی کی قیادت میں محشور ہوں گے اور اس دنیا

[16]) سورة اسراء سورة نمبر 17، آیت نمبر 71۔

میں ہم انہی کی رعیت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور ہم تمام مومنین انہی کی برکت اور دعا کے صدقہ میں مسلمان ہیں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، بلکہ انہی کی برکت سے زمانے کو رزق ملتا ہے، اور انہی کے صدقے زمین و آسمان قائم ہیں، حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فرماتے ہیں:

جَعَلَ اللهُ النُّجُوْمَ أَمَانًا لِأَهْلِ السَّمَاءِ، وَجَعَلَ أَهْلَ بَيْتِي أَمَانًا لِأَهْلِ الْأَرْضِ([17])

اللہ نے ستاروں کو آسمان والوں کے لیے امان قرار دیا ہے اور میرے اہل بیت کو زمین والوں کے لیے باعثِ امان قرار دیا ہے۔

ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) سے ظاہری طور پر رابطہ منقطع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اُن سے جاری فیض کے چشمے بھی رک چکے ہیں اور اُن کی طرف سے ہمارے اوپر لطف و کرم کی بارش بھی بند ہو چکی ہے، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے، یہ چیز کریم اور سخی کے لیے عیب ہے بلکہ وہ تو ہمارے آبائے طاہرین ہیں، وہ ہر خیر کا مرکز اور ہر رحمت کا منبع ہیں، اور ہم میں سے ہر ایک تک

---

[17]) بحار الأنوار - العلامة المجلسي - ج ٢٧ - الصفحة ٣٠٨، الطبعة الثالثة المصححة 1403 هـ 1983 م دار احياء التراث العربي بيروت - لبنان -

انتظارِ مہدی(عج)

ہماری اپنی ظرفیت کے مطابق انعام اور خیر و برکت کی جو بھی کرن پہنچتی ہے وہ انہی کے در سے پھوٹتی ہے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ سید الشہداء حضرت امام حسین (علیہ السلام) نے بعض افراد کو معرکہ کربلا میں شامل ہونے سے روک دیا اور بعض افراد کو اس معرکہ کے لیے خود بلایا، اس کی تفسیر یوں کی جاتی ہے کہ ہر ایک شخص کے مرتبہ اور اس میں موجود صلاحیت کے اختلاف کی وجہ سے امام حسین (علیہ السلام) نے ہر ایک کو مختلف ذمہ داری سونپی ۔

پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کرے اور اپنے اندر ایسی صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعے وہ فیوضِ مہدوی(عج) سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند ہو سکے، اپنی آنکھوں کو پاک و پاکیزہ کرے تاکہ وہ آفتابِ امامت کی درخشاں جبین کی زیارت سے مشرف ہو سکے۔

ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس راستہ میں سب سے پہلے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے عقیدہ کو اسلام کے بنیادی اصولوں اور ضروریاتِ دین کے ذریعے مضبوط کرے، اور پھر اپنے آپ کو اخلاقِ حسنہ کی تربیت دے اور بری

صفات سے چھٹکارا حاصل کرے اور گناہوں سے دوری اختیار کرے، اور اس سلسلہ میں وہ علماءِ ابرار سے رہنمائی حاصل کرے اور اگر علماءِ ابرار تک رسائی ممکن نہ ہو تو کم از کم اُن کی کتابوں کا مطالعہ کرے، ہر کام میں اللہ کی رضا اور مرضی کے ذریعے اپنے عقل وشعور کو زینت دے، اور اللہ پر توکل اور اعتماد کا خود کو عادی بنائے، اس کے ذریعے سے ہدایت، معاونت اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی قوت و مدد حاصل کرے۔

روایات میں وارد ہوا ہے کہ تقویٰ اور جہاد بالنفس کے بغیر کوئی بھی اہل بیت (علیہم السلام) کی ولایت درک نہیں کر سکتا، اور اسی طرح روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جو متقی اور پرہیز گار ہیں۔

پس ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے وقت کے امام(عج) کی زیادہ سے زیادہ معرفت حاصل کرے اور دعاؤں، مناجات اور دیگر مشروعہ اعمال کے ذریعے امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف)کے ساتھ مربوط رہے اور اپنی اصلاح، واجبات کی ادائیگی اور فلاحی کاموں کے ذریعے اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ اُسے امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی روحانی اور جسمانی زیارت نصیب ہو۔

واضح رہے کہ عقلی طور پر بلکہ حقیقی اور وقوعی طور پر امامِ زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی زیارت کرنا ممکن ہے، لیکن کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دعویٰ کرے کہ میں امامِ زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا سفیر ہوں، یا میں شرعی احکام براہِ راست امامِ زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے لیتا ہوں، کیونکہ امامِ زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے چوتھے سفیر کی وفات کے بعد سے سفارت اور نیابتِ خصوصی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، پس جو کوئی اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا اور دھوکہ باز ہے۔

دعاءِ ندبہ کی سند اور تلاوت

اکثر علماء کی طرح میرے نزدیک دعاؤں کی سند دیکھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہر دعا بندے اور اس کے رب کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہوتی ہے، اور اس سے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق مزید گہرا ہوتا ہے۔ لہٰذا دعاءِ ندبہ کی سند کی بحث میں پڑنا عملی حوالے سے بے فائدہ ہے۔

انتظارِ مہدی(عج)

دعاءِ ندبہ کے پڑھنے اور اِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے میں بہت اجرو ثواب ہے اور یہ دعا ہمیں اپنے امامِ وقت سے جوڑے رکھنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

اگر اس دعا میں موجود جملوں اور ان کے معانی کو مکمل قلبی اور فکری اطمینان کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے پڑھا جائے تو اس دعا کی تلاوت کے دوران مکلف و بندۂ مومن کے اندر ایک ناقابل بیان احساس ابھرتا ہے ، اس دعا کے فقرے اس کے دل کی آواز بن کر ذہن میں گردش کرنے لگتے ہیں، یہ دعا اسے اس طرح بنا دیتی ہے جیسے وہ اس غیبت کے باوجود بھی امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔

پس یہ دعا امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ معاشرت کا ذریعہ ہے، یہ دعا انسان کو زمانۂ ظہور کے لیے تیاری پر مجبور کرتی ہے اور اس کے اندر نفسیاتی استعداد اور امام(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ ایمانی رابطہ پیدا کرتی ہے۔

ہمیں ان معانی اور احساسات کی قدر کرنی چاہیے جن کو دعا کرنے والا محسوس کرتا ہے اور جن کے احاطہ اور بیان سے قلم قاصر ہے بیشک ان

معانی کو صرف روح اور دل کے ذریعے ہی جانا اور محسوس کیا جا سکتا ہے ۔

زمانۂِ غیبت میں دعاءِ ندبہ کے اجتماعات کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ دعاءِ ندبہ کے اندر سموئے ہوئے معانی ومفاہیم دیگر دعاؤں میں اکٹھے کہیں بھی نہیں ملتے، اس دعا میں استعمال ہونے والی ہر ایک تعبیر مخصوص بلاغی معنی رکھتی ہے، اس دعا کی ترتیب اور اس کا خاص اسلوب دعاپڑھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا تعلق قائم کردیتا ہے جو اسے قرب کی منازل جلد سے جلد طے کرنے میں مدد دیتا ہے، اور جب بھی کوئی مؤمن یہ دعا پڑھتا ہے تو اس دعا کے مخصوص معانی بہت تیزی سے پڑھنے والے اور سننے والے مؤمنین کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر تے چلے جاتے ہیں، اور یہ معانی اور جملو ں کی ترتیب و ترکیب دعا پڑھنے والے کے امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) پر ایمان کو انتہائی ملائمیت سے مضبوط کرتی ہے ، اور یہی ایک مختصر اور آسان ترین راستہ ہے جس کے ذریعے انسان رحمتِ الٰہی کے دروازوں تک پہنچ سکتا ہے۔

پس دعا پڑھنے والا اس مادی دنیا سے بے خبر اپنے آپ کو عالم ارواح میں تصور کرتا ہے، گویا وہ ابوابِ رحمت پہ کھڑا ایمان سے لبریز جذبات کے ذریعے دستک دے رہا ہو، اس طرح وہ ایک روحانی بلندی اور قربِ الہی کی معراج محسوس کرتا ہے۔

دعاءِ ندبہ کی محافل کے دوران جب مؤمنین اپنے امام زمانہ(عجل اللہ فرجہ الشریف) سے متمسک ہو کر دعا کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت یہ ماحول انسان کو ظہورِ امام(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لیے بکثرت دعا کرنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) ظہور فرما کر ظالموں سے انتقام لیں ، شریعتِ مقدسہ کو نافذ کریں اور دنیا سے طاغوت اور فساد کا جڑ سے خاتمہ کر دیں ، اسی دعا اور فکر کے نتیجہ میں وہ اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے اندر ایسی صلاحیت اور استعداد پیدا کرتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ حقیقی انقلاب کے حقیقی بانی کی فوج میں شامل ہوسکے اور دنیا کی آخری اور واحد امید حضرت امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کا ساتھ دے سکے۔

اسی بنا پر مؤمنین کوچاہیے کہ وہ اپنے گھروں ، امام بارگاہوں ، مساجد اور مقاماتِ مقدسہ

میں دعاءِ ندبہ کی مجالس و محافل کا اہتمام کریں ،یہ ایک نہایت اہم کام ہے جس کی اس دور میں نہایت اشد ضرورت ہے۔

صرف طلباء ، علماء اور مفکرین کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ لوگوں کو اس دعا کے پڑھنے کی ترغیب دیں بلکہ جس میں بھی ارشاد و تبلیغ کی صلاحیت ہے اسے چاہیے کہ وہ اس دعا اور اس میں موجود الفاظ کی توضیح و تشریح اور بلند معانی و مقاصد لوگوں میں بیان کرے تاکہ دعا پڑھنے والا اس کے معانی سمجھنے کے بعد دعا کی واقعیت کو محسوس کرسکے، اس طرح سے وہ اس عنایتِ الٰہی کو حاصل کر سکتا ہے ، جس کی تمنا ہر عاقل اور ہر فیضِ الٰہی کا طلبگار رکھتا ہے۔

امام مہدی (عج)کی توقیعات

امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے مروی فرامین ، اوامر اور توقیعات کا جب کوئی گہری نظر سے

مطالعہ کرتا ہے تو اس پہ بہت سی اہم باتوں کا انکشاف ہوتا ہے، ان اہم باتوں میں سے ایک تو شدید ترین حالات کے باوجود مختلف راستوں اور واسطوں سے توقیعات کی ایک بڑی تعداد کا ہم تک پہنچنا ہے، اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہ توقیعات کے صادر ہونے کے وقت طاغوت کی اندھی حکومت سیاہ بادلوں کی طرح پوری سلطنت پہ چھائی ہوئی تھی اور قطعاً ان توقیعات کا صدور نہیں چاہتی تھی، ان طاغوتی طاقتوں نے امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی اور ہر آنے جانے والے پہ گہری نظر رکھی، بلکہ وہ ہر اس معمولی اشارہ کی کھوج میں بھی رہیں جس کے ذریعے ا امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے وجودِ مبارک تک پہنچا جا سکتا تھا ، یا جس کے ذریعے کسی ایسے شخص تک پہنچنا ممکن ہو کہ جس کا امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ قریب یا بعید سے کوئی رابطہ یا تعلق ہو اور اس کام کے لیے طاغوت نے اپنے تمام مجرمانہ وسائل استعمال کیے۔

یہ تمام حالات تحقیق کرنے والے کو ان تمام توقیعات کے ثقہ اور معتبر ماننے پہ مجبور کرتے ہیں کیونکہ ان حالات میں کسی کو یہ جرأت نہ تھی

کہ ان توقیعات و اوامر کو کسی دوسرے تک پہنچاتا اور نقل کرتا، چہ جائیکہ کوئی انھیں آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرتا، یہ کام فقط وہی کر سکتا ہے جس کے دل کا اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعے امتحان لیا ہو اور وہ ہر قیمتی اور نادر چیز کی قربانی دینے کے لیے پوری طرح تیار ہو، یہی وہ چیز ہے جو کسی بھی محقق کو اس بات کا یقین اور اطمینان دلاتی ہے کہ ان توقیعات کی سند اور راوی وغیرہ ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں، خاص طور پر وہ فرامین اور توقیعات جو اُن حالات میں صادر ہوئیں جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے، مثال کے طور پر یہ توقیع اور فرمان جس میں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)فرماتے ہیں:

أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوْا فِيْهَا إِلٰى رُوَاةِ حَدِيْثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِيْ عَلَيْكُمْ وَ أَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ([18])

زمانہ میں پیش آنے والے حالات و واقعات میں ہماری احادیث کے بیان کرنے والوں کی طرف رجوع کروکیونکہ وہ تم پر میری طرف سے حجت ہیں اور میں اُن پر اللہ کی حجت ہوں۔

---

[18]) کمال الدین ٢ / ٤٨٣، الباب ٤٥، الحدیث ٤.

انتظارِ مہدی(عج)

جنابِ حسین بن روح کی زوجہ کہتی ہیں:"جس دور میں یہ توقیع صادر ہوئی اور شیعوں تک پہنچائی گئی وہ دور ایسا تھا جس میں تلوار سے خون ٹپکتا رہتا تھا"۔

پس اسی بنیاد پر مجتہد اِن توقیعات کو حکمِ شرعی کے استنباط کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔

مندرجہ بالا گفتگو سے قطع نظر، یہ توقیعات و فرامین امام المنتظر (عجل اللہ فرجہ الشریف) اور ان کے شیعوں کی طرف ان طاغوتی طاقتوں کے لیے تنبیہ اور دھمکی ہیں جن کی آنکھیں دنیا کی محبت میں اندھی ہو چکی ہیں ، جن کی عقل تکبر میں غرق ہونے کی وجہ سے ختم ہو چکی ہے اور جن کے دل دنیا کی اُس فانی بلکہ خیالی لذت میں اندھے ہو گئے ہیں جس لذت کو ہر ظالم بادشاہ ابدی تصور کرتا ہے۔

پس ان طاغوتی طاقتوں نے اپنے ظلم و جبر اور ایسے تمام وسائل کو امام الحجۃ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی تلاش میں استعمال کیا جن کو وسیع و عریض اور با رعب سلطنت کا بادشاہ استعمال کر سکتا ہے، لیکن وہ امام (عج) کی دھول کو بھی نہ پا سکیں ، اور نہ وہ شیعوں کو امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) سے

انتظارِ مہدی(عج)

تمسک سے روک سکیں اور نہ ہی روحِ قدس کی تائید اور مدد کے حامل امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف)کی توقیعات اور مومنین کے درمیان حائل ہو سکیں ، جس کے پاس اللہ تعالی کی حمایت موجود ہے اور جسے قربانی کے جذبہ سے سر شار ان کے شیعوں کی محبت نے گھیر رکھا ہے، ہماری جانیں ان پر قربان ہوں، وہ ایسی ہستی ہیں جن کے صدقے میں زمانے کو رزق ملتا ہے اور جن کے وجود کی برکت سے یہ زمین و آسمان قائم ہیں اور اُن کی اس کائنات میں وہ حیثیت ہے جو کسی چکّی میں اس کے محور کی ہوتی ہے۔

پس جو کچھ بھی ہم نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہم یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ ان توقیعات کو حکم ِشرعی اور استنباطِ فقہی میں دلیل کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں، بشرطیکہ جن توقیعات کو حکمِ شرعی کی دلیل کے طور پر ذکر کیا جا رہا ہے، ان میں شرعی دلیل بننے کی شرائط پائی جائیں۔

اسی طرح یہ بات بھی واضح ہے کہ ان توقیعات کو عقائد کی سند قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ توقیعات جو اپنے اندر عقائد کو سموئے ہوئے ہیں انھیں دیکھنے اور

انتظارِ مہدی(عج)

پڑھنے سے انسان پر ایک خوشگوار اثر مرتب ہوتا ہے اور اس لا متناہی محبت میں اضافہ ہوتا ہے جو ہر مومن کے دل میں امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لیے موجود ہے۔

یہی امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) ہرایک کی امید گاہ ہیں ، ہر قریب و بعید کی انتہاءِ نظر اور مرکز نگاہ ہیں بلکہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر آج تک کے تمام صالحین کی نظریں اسی امام (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی طرف لگی ہوئی ہیں اور وہ ہر پاکیزہ دل کی دھڑکنوں میں محفوظ ہیں۔

ان توقیعات پر نظر وفکر کرنے سے حاصل ہونے والے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب انسان ان کو دیکھتا اور ان کے معانی میں غور و فکر کرتا ہے تو جس طرح ان توقیعات سے برسنے والی فیض کی بارش سے سیراب اور مستفید ہوتا ہے اسی طرح وہ ایک مخصوص معنوی زندگی بسر کرنے لگتا ہے جو زندگی اسے انتہائی مضبوطی سے امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ مربوط کر دیتی ہے اور کبھی تو ان توقیعات میں غورو فکر کرنے والا مومن شعور کی اس بلندی پہ پہنچ جاتا ہے کہ اگرچہ وہ غیبت کے زمانہ میں رہتا ہے مگر اس کے لیے امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کا غائب ہونا

انتظارِ مہدی(عج)

یا حاضر ہونا ایک ہی معنی رکھتا ہے، وہ ہر وقت اپنے آپ کو امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) کے سامنے تصور کرتا ہے اور یہی چیز بندۂ مومن کے اندر ایسی صفاتِ حمیدہ پیدا کر دیتی ہے جن صفات کے اپنانے کا ہمیں امام مہدی(عجل اللہ فرجہ الشریف) نے ان توقیعات میں حکم دیا ہے، پس یہ تو قیعات ہمارے لیے اس زمانۂِ غیبت میں ایک نادر تحفہ ہیں جو ہر خوف زدہ کے لیے پناہ گاہ ، ہر حیرت زدہ کے لیے سہارا اور ہر ہدایت کے خواہش مند کے لیے ہدایت ہیں، ہمارے بہت سے علمائے ابرار نے اپنی زندگی ان آثار کو اکٹھا کرنے کے لیے مختص کر دی اور ان توقیعات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ۔

امام مہدی(عج) کے وجود پر ہمارا تواتر اور دوسروں کا عدمِ وجود پر تواتر

تحقیق کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی اختلافی مسئلہ یا قضیہ میں چھان بین اور تحقیق کے دوران اپنے ذہن کو منفی رجحانات مثلاً بغض، حسد اور نفاق وغیرہ سے پاک رکھے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہل سنت میں سے جتنے بھی افراد نے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے عدمِ وجود اور اُن کی امام حسن عسکری (علیہ السلام)کی ہاں ولادت باسعادت کے نہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس میزان و معیار پر پورا نہیں اترتا، بلکہ ان سب سے اولادِ علی و بتول (علیہا السلام) اور ان کے شیعوں کے ساتھ بغض و حسد اور تعصب کی بو آتی ہے، پس وہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے قضیہ کو غیر جانبدارانہ نظر سے نہیں دیکھتے اور جب ان کا دل بغض و نفاق وغیرہ سے خالی نہیں ہوگا تو اس کا نتیجہ وہی کچھ نکلے گا جو ان کے جھوٹے دعوؤں میں نظر آرہا ہے۔

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ جس خبر کے بارے میں تواتر کا دعویٰ کیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

1:- پہلی قسم کا تعلق اُس خبر کے ساتھ ہے جس میں تواتر کے ذریعے کسی شے کے وجود کو ثابت کیا جاتا ہے۔

2:- دوسری قسم کا تعلق اُس خبر کے ساتھ ہے جس میں تواتر کے ذریعے کسی شے کے عدمِ وجود کو ثابت کیا جاتا ہے۔

یہ بات بلا شک وشبہ واضح ہے کہ جس شے کے عدمِ وجدان یا عدمِ وجود پر تواتر کا دعویٰ کیا جارہا ہے اگر اس شے کا وجود کسی طرح سے ثابت ہو جائے خواہ کسی معتبر خبرِ واحد کے ذریعے سے ہی کیوں نہ ہو، تو عدمِ وجدان پر قائم تواتر کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

لہذا میدانِ بحث میں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے وجود اور امام حسن عسکری (علیہ السلام)کی ہاں ولادت باسعادت پر قائم شدہ دلیلوں کا غالب آنا لازم ہے۔

دوسری جانب تواتر کے ذریعے امام حسن عسکری (علیہ السلام)کے ہاں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی ولادت با سعادت ثابت ہے اور روایات میں اُن افراد کی ایک بڑی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے جنہوں نے بچپنے سے لے کر غیبتِ صغریٰ کی

انتہا تک مختلف مواقع پہ امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس غیبتِ صغریٰ کی انتہا ان چار نائبین میں سے آخری کی وفات پہ ہوئی جو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی طرف سے نامزد کردہ سفیر تھے اور امام(عج) اور ان کے شیعوں کے درمیان واسطہ تھے۔

اس سے بھی بڑھ کر بہت سے ایسے علماءِ اہل سنت ہیں جنہوں نے امام حسن عسکری (علیہ السلام)کی ہاں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی ولادت باسعادت اور ان کے وجود کا اقرار و اعتراف کیا ہے، ان میں سے چند کے اسماء درج ذیل ہیں:

1:- ابن حجر ہیثمی اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں لکھتے ہیں:

ولم يخلّف ـ الإمام العسكري ـ غير ولده أبي القاسم محمّد الحجّة، وعمره عند وفاة أبيه خمس سنين، لكن آتاه الله فيها الحكمة ويسمى القائم المنتظر( )[19]

أن (امام حسن عسکری(ع))کی ابو القاسم م-ح-م-د الحجة(عج) کے علاوہ کوئی اولاد نہ تھی اور اُن (امام الحجة)کی عمر اُن کے والد کی وفات کے وقت پانچ

---

[19]) ابن حجر الهيتمي - الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة الجزء : (2) - رقم الصفحة (601)

سال تھی، لیکن اللہ تعالٰی نے اُنھیں اِس عمر میں ہی علم و حکمت سےنوازا اور انھیں القائم المنتظر کی نام سے جانا جاتا ہے۔

2:- ابن خلکان کتاب "وفیات الاعیان" میں امام حسن عسکری (علیہ السلام) کی سیرت و تعارف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

<u>ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی الرضا بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنهم احد آئمة الاثنا عشر علی اعتقاد الامامية و هو والد المنتظر صاحب السرداب و یعرف بالعسکری و ابوه علی ایضاً یعرف بهذه التسمية</u>

ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی الرضابن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنهم) شیعہ امامیہ کے اعتقاد کے مطابق بارہ اماموں میں سے ایک امام ہیں اور یہی حضرت امام المنتظر (عجل اللہ فرجہ الشریف) صاحبِ سرداب (سرداب میں غائب ہونے والے)کے والد ہیں اور عسکری کے نام سے

معروف ہیں اور ان کے والد حضرت علی نقی (علیہ السلام) **بھی اسی نام سے معروف تھے۔**(20)

3:- ابن الصباغ المالکی کتاب "الفصول المہمۃ" میں لکھتے ہیں:

.... ولد أبو القاسم محمد الحجه بن الحسن الخالص بسر من رأى ليلة النصف من شعبان سنة 255 للهجره ، وأما نسبه أبا وأما فهو أبو القاسم محمد الحجه بن الحسن الخالص بن علي الهادي بن محمد الجواد بن علي الرضا بن موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين بن علي بن أبي طالب (ع) ، وأما أمه فأم ولد يقال لها : نرجس خير أمة ، وقيل : اسمها غير ذلك ، وأما كنيته فأبو القاسم ، وأما لقبه فالحجه والمهدي والخلف الصالح والقائم المنتظر وصاحب الزمان وأشهرها المهدي(21).

---

20) امام مہدی(عج) کے بارے میں ابن خلکان لکھتے ہیں: أبو القاسم محمد بن الحسن العسكري، ثاني عشر الأئمة الاثني عشر على اعتقاد الإمامية، المعروف بالحجة، كانت ولادته يوم الجمعة منتصف شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين ـ مصدر: وفيات الأعيان ٤: ١٧٦ رقم: ٥٦٢ ٢ ـ تاريخ الإسلام ١٩: ١١٣ رقم: ١٥٩.

21) ابن صباغ المالكي ـ الفصول المهمة في معرفة احوال الائمة ـ طبعة الغري الجزء : (1) ـ رقم الصفحة (274)

ابو القاسم ”م۔ح۔م۔د“ الحجۃ ابن حسن الخالص (علیہما السلام) سامراء میں پندرہ شعبان کی رات255ہجری کو پیدا ہوئے۔ ان کا نسب مبارک والد کی طرف سے حضرت سید الشہداء امام حسین ابن علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) سے ملتا ہے ۔ ان کی والدہ ام ولد ہیں، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نرجس خاتون (علیہا السلام)سب سے افضل اور نیک کنیز ہیں اور ایک قول کے مطابق اُن کا اِس (نرجس) کے علاوہ بھی کوئی نام ہے اور امام(عج) کی کنیت ابو القاسم ہے اور ان کے القاب ”الحجۃ ، مہدی ، خلف الصالح، القائم، المنتظر اور صاحب الزمان“ ہیں، اور ان میں سے جو لقب مشہور ہے وہ المہدی ہے۔

4:- محدث نوری اپنی کتاب" کشف الاستار عن وجہ الغائب عن الابصار " میں لکھتے ہیں کہ ابی سالم کمال الدین محمد بن طلحہ بن محمد الشافعی اپنی کتاب "مطالب السؤول" میں رقمطراز ہیں:

<u>ابو القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن</u>

الحسین بن علی المرتضی امیر المومنین بن ابی طالب المهدی الحجة الصالح المنتظر علیهم السلام([22])

ابوالقاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی المرتضی امیر المومنین بن ابی طالب" ہی مہدی الحجة الصالح اور المنتظر ہیں۔

5:- اسی طرح " کشف الاستار عن وجہ الغائب عن الابصار "میں ہی حافظ ابوالفتح محمد ابن ابی الفوارس الشافعی سمیت اہل سنت کے چالیس سے زیادہ اُن اکابر علماء اور محققین کے اقوال درج ہیں، جو حضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی امام حسن عسکری (علیہ السلام) کے گھر ولادت باسعادت اور ان کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ان اقوال کے ہوتے ہوئے حضرت امام المنتظرعلیہ السلام کی ولادت اور ان کے وجود مبارک میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

---

22) بحوالہ: كشف الأستار عن وجه الغائب عن الأبصار - الميرزا الحسين النوري الطبرسي – صفحة 41 – طبعة ثانية – مطبعة خيام قم 1400ھ – اصدار مكتبة نيوى الحديثة تهران ناصر خسرو مروى.

امام مہدی(عج) کی دنیا میں آمد کی روایا ت کے ضعیف ہونے کا دعوی

جس روایت کی سند کو دیکھا جاتا ہے وہ " خبرِ واحد" ہے اور وہ روایات جن میں امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی ولادت باسعادت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے وہ روایات متواترہ ہیں، یعنی بہت زیادہ علماء نے حدیث اور روایات کی کتابوں میں انھیں ذکر کیا ہے، مثلاً شیخ صدوق نے اپنی کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ" میں ، علامہ مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں، اور ان دونوں کے علاوہ اس میدان میں کام کرنے والے بہت سے دیگر علماء نے ان روایات کے ذریعے اپنی کتابوں کو زینت بخشی ہے، پس امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی ولادت با سعادت اور حالات زندگی پر مشتمل روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

اہل سنت علماء میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی ولادت با سعادت اور ان کے وجود پر اعتقاد رکھتے ہیں، اور انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کو ثابت بھی کیا ہے۔ پس امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی دنیا میں آمد دن کے درمیانی حصہ میں آفتاب اور اندھیری رات میں مینار پر آگ کی مانند روشن اور واضح ہے، لیکن ہم

انتظارِ مہدی(عج)

اُس شخص کے بارے میں کیا کر سکتے ہیں جس کی بینائی ختم ہو چکی ہو اور اُس کی آنکھیں حق سے کینہ اور اہل بیت (علیھم السلام) سے بغض کی وجہ سے حقیقت کو نہ دیکھنا چاہتی ہوں؟ ان لوگوں کی

آنکھیں تو اندھی نہیں، لیکن ان کے سینوں میں موجود دل اندھے ہو چکے ہیں۔[23]

[23]) مترجم: خدا تعالی قبلہ قیصر علی نجفی صاحب کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے امام مہدی[عج] کی امام حسن عسکری[ع] کے گھر ولادت با سعادت اور ان کے وجود کا اقرار کرنے والے اہل سنت کے علماء اور مصادر کے نام فراہم کیے کہ جو درج ذیل ہیں:

امام مہدی(عج) کے وجود کا اعتقاد رکھنے والے علماءِ اہل سنت

* علامہ الشیخ شمس الدین محمد بن طولون الدمشقی الحنفی، کتاب شذورات الذهبية فی تراجم الآئمة اثنا عشرية، صفحہ ١١٧، طبع بیروت

* علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ الشامی الشافعی، کتاب مطالب السؤول، صفحہ ٨٩، طبع تہران

* علامہ ابن خلقان، کتاب وفیات الاعیان، جلد ١، صفحہ ٥٧١، طبع بولاق مصر (جلد ٣، صفحہ ٣١٦، طبع قاہرہ مصر)

* علامہ سبط ابن الجوزی، کتاب تذکرة الخواص، صفحہ ٢٠٤، طبع تہران

* علامہ ابن الصباغ المصری، کتاب فصول المهمة، صفحہ ٢٧٤، طبع الغری

* علامہ ابن حجر الهیثمی، کتاب الصواعق المحرقہ، صفحہ ١٢٤، طبع مصر (طبع قاہرہ، صفحہ ٢٠٨)

* علامہ الشیخ عثمان العثمانی، کتاب تاریخ الاسلام و الرجال، صفحہ ٣٧٠

انتظارِ مہدی(عج)

---

* علامہ الحمزاوی، کتاب مشارق الانوار، صفحہ ۱۵۳، طبع مصر (طبع الکاشیلہ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

* علامہ السالک عبد الرحمٰن بن محمد بن حسین بن عمر باعلوی مفتی الدیار الحضرمیة، کتاب بغیة المسترشدین، طبع مصر، صفحہ ۲۹۶ (طبع مصر، صفحہ ۲۳۸)

* علامہ الشبلنجی، کتاب نور الابصار، صفحہ ۲۲۹، طبع عثمانیہ مصر (طبع مصر، صفحہ ۱۸۷)

* علامہ الشیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی المصری، کتاب الاتحاف بحب الاشراف، صفحہ ٦٨، طبع مصر

* العارف عبد الرحمان، کتاب مرأة الاسرار، صفحہ ۳۱

* علامہ سید عباس بن علی المکی، کتاب نزهة الجلیس، جلد ۲، صفحہ ۱۲۸، طبع قاہرہ (طبع نجف، صفحہ ۱۹۷)

* علامہ قندوزی الحنفی

* الشیخ احمد الجامی

* الشیخ العارف ابراہیم قادری الحلبی

* الشیخ عبد الرحمٰن البسطامی

* العارف الشیخ صدر الدین القونوی

* الشیخ جلال الدین الرومی

* السید نعمة اللہ الولی

* السید نسیمی

انتظارِ مهدی(عج)

کتاب ینابیع المودة، مصنف العابد الشیخ سلیمان ابن خواجه کیلان الحسین قندوزی البلخی

* علامه الابیاری، کتاب جالیة الکدر فی شرح المنظومة البرزنجی، صفحه ۲۰۷، طبع مصر

* علامه البدخشی، کتاب مفتاح النجا، صفحه ۱۸۹

* نور الدین عبد الرحمٰن الدشتی الجامی الحنفی، کتاب شواہد النبوة، صفحه ۲۱، طبع بغداد

* علامه المولوی محمد مبین الهندی، کتاب وسیله النجاة، صفحه ۴۲۰، طبع گلشن فیض لکهنؤ

* علامه الحافظ محمد بن محمد بن محمود البخاری الحنفی (خواجه پارسای)، کتاب فصل الخطاب، صفحه ۳۸۷، طبع اسلامبول

* ابو عبدالله محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی، کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان

* الشیخ الاکبر محی الدین رأس اجلاه العارفین ابو عبد الله محمد بن علی ابن محمدبن عربی الحاتم الطائی الاندلسی، کتاب الفتوحات باب السادس و الستین و ثلاثمائة

* الشیخ العارف الخبیر ابو المواهب عبد الوهاب بن احمد بن علی الشعرانی، کتاب الیواقیت

* الشیخ حسن العراقی، کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، جزء ۲، طبع مصر سنه ۱۳۰۵

* شیخ العارف علی الخواص البراسی، کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار

* حافظ ابو الفتح محمد بن ابوالفوارس، کتاب اربعینه

---

* ابو المجد عبد الحق الدہلوی البخاری، کتاب المناقب و احوال الآئمة الاطہار علیہم السلام

* السید جمال الدین عطاء الله بن السید غیاث الدین فضل الله بن السید عبد الرحمٰن، کتاب روضة الاحباب

* الحافظ ابو محمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم الطوسی البلاذری، کتاب النزهة، مصنف عبد العزیز المعروف شاه صاحب، کتاب المسلسلات (الفضل المبین، مصنف شاه ولی الله دہلوی

* الشیخ ابو محمد عبدالله بن احمد بن محمد بن الخشاب، کتاب تواریخ موالید الآئمة و وفیاتہم

* شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الہندی المعروف ملک العلماء، کتاب ہدایة السعداء

* محدث علی المتقی بن حسام الدین بن القاضی عبد الملک ابن قاضی خان القرشی، کتاب المرقاة شرح المشکات، کتاب البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان

* العالم المعروف فضل بن روزبہان، کتاب ابطال الباطل

* صلاح الدین الصفدی، کتاب شرح الدائرة

* الشیخ المحدث محمد بن ابراہیم الجیوینی الحموینی الشافعی، کتاب فرائد السمطین

* مولوی علی اکبر بن اسد الله المؤودی الہندی، کتاب المکاشفات

* العارف عبدالرحمٰن

* الشیخ العارف سعد الدین محمد بن المعید بن ابی الحسین بن محمد بن حموية

انتظارِ مہدی(عج)

کتاب مرأة الاسرار

* الفاضل القاضی جواد الساباطی، کتاب البراهین الساباطیہ

* العارف الشیخ جلال الدین الرومی، کتاب دیوان الرومی

* الشیخ العارف محمد المعروف الشیخ عطار، کتاب مظہر الصفات

* العالم العارف السید علی بن شہاب الدین الهمدانی، کتاب مودة فی القربیٰ

* الفاضل البارع عبد الله بن محمد المطیری الشافعی، کتاب ریاض الزاہرة فی فضل آل بیت النبی و عترت الطاہرہ(صلوات الله علیهم)

* شیخ الاسلام ابو المعالی محمد سراج الدین، کتاب صحاح للاخبار فی نسب السادة الفاطمیة الاخیار

* الشیخ العلامة محمد الصبان المصری، کتاب اسعاف الراغبین

علاماتِ ظہور کے بیان اور وقوع کا مقصد

ظہور کی علامات منصوص اور ثابت شدہ ہیں، جو ہماری انتہائی معتبر کتب میں وارد ہوئی ہیں، یہ علاماتِ ظہور مندرجہ ذیل امور کا تقاضا کرتی ہیں:

1:- ان علاماتِ ظہور کا وقوع پذیر ہونا انسان کو آنے والے اُن جدید واقعات اور حقائق کا سامنا کرنے کے لیے اپنے اندر ایسی اعلیٰ قسم کی صلاحیت اور استعداد پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ جن واقعات کی ابتداء حق کے ظہور اور انقلابِ مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی پہلی کرن سے ہو گی۔

2:- یہ علامات انسان کو اطمینان اور امید دلاتی ہیں کہ حق کا ظہور عنقریب ہونے والا ہے اور یہی چیز اُسے اپنے ارادوں کو مضبوط بنانے میں مدد دیتی ہے اور انسان کے اندر بہت سی ایسی معنوی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے جن کی اُسے ضرورت ہوتی ہے۔

3:- ظہور کی علامات ہر اُس شخص کو آنے والے نتائج سے ڈراتی اور باخبر کرتی ہیں جو خوابِ غفلت میں ہے یا وہ حقیقتِ مہدویت (عجل اللہ فرجہ الشریف)

سے جاہل ہونے کی وجہ سے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

4:- یہ علامات اس پوشیدہ غم، پر یشانی، سکوت اور مایوسی کا مقابلہ کرنے میں مدد دیتی ہیں جو بعض اوقات طویل انتظار اور آزمائش کے اُس گہرے اندھیرے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔

پس یہ علامات اس لمحہ کے قریب ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو لحظہ ہم سے اعلیٰ درجہ کی تیاری اور استعداد کا تقاضا کرتا ہے، ان علامات کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ یہ کوئی غیبی پیشگوئیاں ہیں جن کے ذریعے ظلم وجور کے مقابلے میں سکوت کو پسند کرنے والے لوگ اپنے موقف پہ زور دیتے پھریں اور اپنے نظریہ پر ان کو دلیل بناتے پھریں اور نہ ہی ان علامات کا مقصد یہ ہے کہ دنیاوی راحت وسکون کی خاطر ظہورِ حق کا انتظار کرنے والے ان علامات کے ذریعے اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دیتے پھریں ۔

علاماتِ ظہور والی روایات کی سند

علاماتِ ظہور پر مشتمل تمام روایات کو ہم مختصرًا دو قسمو ں میں تقسیم کرسکتے ہیں :

انتظارِ مہدی(عج)

1:- کچھ روایات کی حجیت اور اُن کے معتبر ہونے کو راویوں کے قابلِ اعتماد اور ثقہ ہونے کے ذریعے ثابت کیا جاسکتا ہے ۔

2:- جبکہ کچھ روایات کو مضمونِ روایت کے معتبر اور ثقہ ہو نے کے ذریعے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

عام طور پر ان دونوں طریقوں میں سے دوسرے طریقہ کو اختیا ر کیا جاتا ہے پس تحقیق کرنے والا خبر کو معتبر اور باوثوق ثابت کرنے کے لیے یا تو اُن قرائنِ خارجی کا سہارا لیتا ہے جو اس خبر کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں، یا پھر اس خبر میں موجود قرائن کی بنیاد پر خبر اور روایت کو ثابت کرتا ہے، یعنی جن قرائن پر خود خبر مشتمل ہو تی ہے انہی کے ذریعے خبر کا صحیح ہونا ثابت کیا جاتا ہے، یا اس کے علاوہ دوسری معتبر روایات میں اگر ایسی چیزیں ہوں جن کی کڑیاں ہمارے پاس موجود روایت کے ساتھ ملتی ہوں تو اُن کڑیوں اور قرائن کے ذریعے بھی خبر کے درست ہونے کو ثابت کیا سکتا ہے۔

ہم ان روایات کو ثابت کرنے کے لیے ان دونوں طریقوں کے علاوہ ایک اور طریقہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور میں اسی طریقہ کو علاماتِ

ظہور ثابت کرنے کے لیے ترجیح دیتا ہوں، اور وہ طریقہ یہ ہے کہ ہم تمام علاماتِ ظہور والی روایات کو دیکھتے ہیں خصوصاً وہ علامات جن کے وقوع پذیر ہونے کے بعد امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) حتماً ظہور فرمائیں گے، ان حتمی علامات میں زمین کا دھنس جانا ، آسمان وزمین کے درمیان ایک آواز کا سنائی دینا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ، مہینے کے درمیانی عرصہ میں سورج کو گرہن لگنا، اور مہینے کی ابتداء میں چاند گرہن شامل ہے۔

پس ان تمام روایات میں ان امور اور علامات کو بیان کیا گیا ہے جو اس نظامِ کائنات کے خلاف ہیں جس کے ہم عادی ہو چکے ہیں اور جس نظام میں انسان نہ جانے کتنی صدیوں اور کتنی نسلوں سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

ہم ان روایات کے صحیح اور صادق ہونے کا یقین رکھتے ہیں کیونکہ ان روایات کی کثرتِ تعداد، روایات کے مضمون اور خصوصیات میں پھیلاؤ اور راویوں کے سلسلہ میں وسعت کی وجہ سے ہم تمام روایات کو غلط اور جھوٹا نہیں کہہ سکتے کیونکہ اتنے زیادہ افراد کا جھوٹ پہ اتفاق کر لینا عادی طور پر عقلاً ناممکن ہے ، ان روایات میں اجمالی طور پر تواتر موجود ہے اور اس تواتر کو ہم

اس طرح سے ثابت کریں گے کہ ان روایات میں جو معانی اور مفاہیم مشترک ہیں یعنی جو چیز تمام روایات میں پائی جاتی ہے اسے ہم لیں گے ، اور وہ چیز جو ان تمام علاماتِ ظہور کی روایات میں پائی جاتی ہے وہ غیر فطری واقعات اور امور کا رونماہونا ہے جن کا عام طور پر تصور نہیں کیا جاتا، ظہورِحق کی علامات ان واقعات اور حادثات کی مثل ہیں جو واقعات حضرت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کے وقت رونما ہوئے مثلاًکنگرے کسریٰ کا منہدم ہونا کہ جس کو وہ اپنے لیے فخر اور شرف سمجھتے تھے، آتشِ فارس کا بجھ جانا ، بحیرہ ساوہ کا اچانک خشک ہونا ، وادیِ سماوہ میں بہت شدید طوفان اور سیلاب کا آنا اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے واقعات حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت با سعادت کے وقت رونما ہوئے جن کو تاریخ دانوں نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے ، اور جو علاماتِ ظہور روایات میں مروی ہیں وہ بھی ان واقعات کی مانند ہیں جو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کے وقت رونما ہوئے، پس ان آفات، مصائب اور ان واضح نشانیوں اور آیات کا ظاہر ہونا حضرت امام الحجہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ظہور کی تمہید ہے، ہم ان علامات کو اس ارتعاش اور خوف ناک آواز سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو

کہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس بہت بڑے لشکر کی آمد سے پہلے سنائی دیتی ہے، ان روایات کو ہمارے علماءِ ابرار نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے جن میں ظہور کی علامات بیان ہوئی ہیں ۔

پس ظہور کی علامات کو بیان کرنے والی روایات کے معتبر ثابت کرنے کے لیے تواتر کو بنیاد بنائیں گے کیونکہ یہ علامات روایا ت کی بہت بڑی تعداد میں مذکور ہیں اور راویوں کی بہت بڑی تعداد نے ان علامات کو بیان کیا ہے کہ جن میں صحابہ کرام، تابعین اور تابعین کے تابعین کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شامل ہے لہذا تواتر کے ہوتے ہوئے ہمیں راویوں کے بارے جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں ہے۔

علاماتِ ظہور والی روایات میں اختلاف اور تعارض

علاماتِ ظہور پر مشتمل روایات میں اختلاف اور تعارض کو حل کرنے کے لیے سب سے پہلے ان روایات میں سے ہم اُن کو اختیار کریں گے جن کے معتبر ہونے کا ہمیں یقین ہے اور پھر بقیہ روایات میں سے وہ چیز لیں گے جو اس موضوع کے حوالے سے مشترک ہے۔

انتظارِ مہدی(عج)

پھر تمام روایات میں پائے جانے والے اس مشترک معنی اور مفہوم کو اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام روایات میں سے ہر ایک کی ذاتی خصوصیات کو بالائے طاق رکھا جائے، اس طرح سے تعارض ہر حوالے سے ختم ہو جائے گا اور یہی وہ طریقہ ہے جس کا علمی قواعد و ضوابط تقاضا کرتے ہیں۔

یعنی مشترک معنی اور مفہوم کے حوالے سے تواتر قائم کیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ(ع)کی امام مہدی(عج)کی اقتدا ء

اللہ تعالیٰ کی ایک سنت چلی آرہی ہے کہ وہ ہدایت کے لیے بھیجے گئے انبیاء اور رسولوں میں سے عظیم القدر انبیاء اور مرسلین کے ساتھ کسی ایسی ہستی کو بھی بھیجتا ہے جو ہستی اُن کی تصدیق کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی اِس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے میں اُن کی مدد کرتی ہے۔

پس جب حضرت موسی (علیہ السلام)نے دعا کی:

وَاجْعَل لِّي وَزِيراً مِّنْ أَهْلِيْ هَارُوْنَ أَخِيْ اُشْدُدْ بِهِ أَزْرِيْ وَأَشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِيْ([24])

میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر قرار دے اور اس سے میری پشت کو مضبوط کر اور میرے امور میں اس کو شامل کر۔

---

[24]) سورة طہ، سورة نمبر20، آیت نمبر29 تا 32

انتظارِ مہدی(عج)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی (علیہ السلام) کی اس دعا کی بدولت ان کے بھائی حضرت ہارون (علیہ السلام) کو ان کا ناصر و مددگار قرار دیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی دعا کے صدقہ ان کے چچا زاد بھائی حضرت علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) کو ان کا مدد گار و معاون قرار دیا ۔

اسی طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے حضرت لوط (علیہ السلام) کو معاون بنایا گیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اب تک زندہ رکھا ہے تاکہ وہ وقت آنے پر امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی تصدیق اور معاونت جیسے انتہائی اہم کام کو سرانجام دیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ذریعے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے موقف اور منشور کو تقویت ملے گی اور وہ فاسقوں اور باطل پرستوں کو ختم کرنے اور عادلانہ حکومت کے قیام میں امام(عج) کی مدد کریں گے۔

اہلِ کتاب جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی فوج میں دیکھیں گے تو یہ اُن کے لیے رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت اور امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)کی امامت پہ

محکم دلیل ہو گی، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے ساتھ اس لیے بھی خاص قرار دیا گیا ہے تاکہ اُن کی لشکر ِ امام(عج) میں موجودگی اہلِ کتاب کے لیے اتمامِ حجت قرار پائے۔

لہذا حضرت عیسی (علیہ السلام) کا امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی اقتداء میں نماز پڑھنا اُن لوگوں پر اتمامِ حجت ہے جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے دین پر ہونے کا دعوی کرتے ہیں، اس طرح عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے پوتے کی اطاعت میں آ جائے گی۔

اسی طرح ان کا امام(عج)کی اقتداء میں نماز پڑھنا اس آیتِ مجیدہ کی تفسیر و تائید بھی کرتا ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي ٱلْآخِرَةِ مِنَ ٱلْخَاسِرِينَ([25])

جو بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر عمل کرے گا اس سے اس کاوہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

---

[25]) سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر3، آیت نمبر85۔

اسی طرح وہ اس بات کی تائید و تاکید کریں گے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) تک تمام انبیاء و اوصیاء کا ایک ہی دین ہے اور وہ دین اسلام ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا حضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی قیادت اور ان کے پرچم تلے کام کرنا شریعت ِ محمدی(ص) کی افضلیت اور اشرفیت پر دلالت کرتا ہے اور ان لوگوں کے عقیدے کی نفی کرتا ہے کہ جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو (نعوذباللہ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے امام (عج) کی قیادت میں ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بندے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی عملی تائید ہوتی ہے:

لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ)[26](

حضرت مسیح(ع) کو ہرگز اس بات سے انکار نہیں ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

سب سے بڑی بات یہ ہے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کاحضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے لشکر

---

[26]) سورۃ النساء، آیت نمبر 172.

اور انصار میں ہونا ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ کسی بھی سپاہی کی عزت و عظمت اس کے سپہ سالار کی عظمت سے ظاہر ہوتی ہے، اور عوام کی افضلیت اور اشرفیت کا ان کے سلطان کی اشرفیت سے پتہ چلتا ہے۔

یہ ان امور میں سے چند امور تھے جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی اقتداء سے ظاہر ہوتے ہیں۔

فہرست

انتساب 5

انتظارِ مہدی(عج)

عرضِ ناشر 6

پردۂ غَیبت 9

مطلوبہ انتظار 12

عقلی اور شرعی طور پر ظہورِ امام کا انتظار واجب ہے 13

انتظار ِامام (عج) کا عقلی وجوب 13

انتظار ِامام (عج) کا شرعی وجوب 14

انتظارِ امام(عج) سے خوفزدہ دشمن 22

ظہورِ امام(عج) میں تاخیر کا ایک سبب 24

دشمنانِ حق پر اتمامِ حجت کر دیں 27

مفہومِ انتظار چند سطروں میں 31

خاموشی اور گوشہ نشینی میں انتظار 32

زمانہ غیبت اور انتظارِظہور میں ہماری ذمہ داری 37

حقیقی انتظار اور مہدوی(عج)ثقافت کا فروغ 42

انتظارِ مہدی(عج)

ظہورِ امام(عج) کا انتظار کرنے والوں کیلئے خوشخبری 50

امام زمانہ(عج) کے نامِ مبارک کے استعمال کی حرمت 52

امام مہدی (عج) کا نمائندہ ہونے کا دعوی 55

امام مہدی(عج) سے رابطہ اور زیارت 57

دعاءِ ندبہ کی سند اور تلاوت 61

زمانۂِ غیبت میں دعاءِ ندبہ کے اجتماعات کی اہمیت 62

امام مہدی (عج)کی توقیعات 65

امام مہدی(عج) کے وجود پر ہمارا تواتر اور دوسروں کا عدمِ وجود پر تواتر 71

امام مہدی(عج) کی دنیا میں آمد کی روایا ت کے ضعیف ہونے کا دعوی 78

علاماتِ ظہور کے بیان اور وقوع کا مقصد 84

علاماتِ ظہور والی روایات کی سند 86

علاماتِ ظہور والی روایات میں اختلاف اور تعارض 89

حضرت عیسیٰ(ع)کی امام مہدی(عج)کی اقتدا ء 91

فہرست 96

یاد داشت

....

....

....

....

....

انتظارِ مہدی(عج)

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....